بحولہ تعالیٰ

بڑی ہی قوت علم ہے

یہ بے نظیر رسالہ آسان عبارت میں موجودات ہستی مطلق و قادر
برحق کی پیدائش کے اسرار کو عیاں اور رموز کو نمایاں کرتا ہے جسکو
دیکھ کر مدبروں کو حیرانی اور جسکے ادراک سے مدبرکو نکو سرگردانی تھی
اسکی مانند دوسرا رسالہ مشرق و مغرب میں نہیں گیا سب علوم [illegible]

موسوم بہ

رموز ہستی

ماہیت تکوین موجودات

جسکو عالم الٰہی فاضل لوذعی جناب اللہ شاہ محمد عبدالرحمن صاحب کلیانی سپرنٹنڈنٹ
پولیس [illegible]
کیا [illegible]

[illegible]

٧٨٦

تبصرہ

نحمدہ ونصلی کتاب رموز ہستی کے نام ہی پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہی کہ اسمیں معلومات کی کیسے وسایل اور حقایق ملکوتات اور فضاء بسیط اور بحر محیط اور نظام عالم علوی وسفلی کے پہچاننے کے کیسے دلایل ہیں۔ بیشک انسان آفتاب حقیقت کا اک ذرہ ہے مگر لاشی محض نہیں۔ ذرہ کو بھی اپنے وجود میں آفتاب سے اک نسبت ہی۔ نسبت ہی نہیں بلکہ آفتاب کی چمک نے اوسکو پرواز کا ہنر عطا کر دیا ہے جسکی قوت سے وہ ہر وقت اوڑتا رہتا ہے یعنی اسکی تابناکی دیکھنے والوں کی آنکھوں میں بجلی کی چمکاروں کی طرح پھرتی رہتی ہی۔ انسان بیشک اک ذرہ ہے لیکن ویساہی ذرہ ہے جیسے خورشید حقیقت الٰہی کے مقابلہ میں آفتاب و ماہتاب و زمین گر مہر و ماہ ایسے ذرے ہیں جنھوں نے دنیا کی آنکھوں پر تحیر کی نقاب ڈالدی ہے۔ کتاب **رموز ہستی** اس نقاب کا ہٹانا اور مہر حقیقت کا جلوہ دکھانا چاہتی ہے یہ مقولۂ عام صحیح ہے کہ **خدا کی باتیں خدا ہی جانے** لیکن انسان بھی کچھہ جانے جسکو قدرت الٰہی نے جاننے اور پہچاننے کے دلائل عقل و ادراک تمیز عطا فرمائی ہی جناب باری فرماتا ہی ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی جاننے والے اور نجاننے والے (علما اور جہلا) ہرگز برابر نہیں وجہہ یہ ہی کہ انکو حقایق موجودات کا علم ہے اور یہ علم جناب باری کی ذات یا صفات کے جاننے کا آلہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات کا جسقدر زیادہ علم ہوگا اوسیقدر صانع کے وجود کا علم ہوگا درزی کی سوئی کے دیکھنے سے سوئی کی صنعت معلوم ہوگی اور توپ اور انجن کے دیکھنے اور اونکے چلنے سے اونکی صناع کی صنعت معلوم ہوگی اب کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ صرف ایک سوئی کا دیکھنے والا اور اوسکی صنعت پر غور کرنیوالا اس شخص کی برابر ہے جسنے توپ اور انجن کے پرزوں اور اونکے اسٹیم پر غور کیا ہی ملک اور قوم کو جو محقق۔ تحریر مدقق اسلامی فلاسفر اسلامی متکلم عالیجناب کمالات انتساب مولانا محمد عبد الرحمن صاحب **کلیانی** کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ حقیقت کے پردہ کا گوشہ الٹکر رموز ہستی اور غوامض قدرت کی جھلک دکھانا چاہتے ہیں فلکیات طبیعیات الہیات وغیرہ علوم و فنون کے جو مسائل بڑے بڑے مضبوط اور دقیق کتابوں میں تھے اور جنکے سمجھنے کی علماء اور فضلا ہی کو قابلیت تھی انکو ترجمہ سے ایسا آسان اور ارزاں بلکہ مفت گنج باد آورد بنا دیا کہ جس شخص کو زبان اردو میں کچھہ بھی سواد ہی وہ ہستی کی رموز سے اچھی طرح واقف ہوکر رسمی مومن سے سچا اور پکا مومن بن سکتا ہی اس کتاب میں قدیم اور جدید دونو علمی تحقیقات موجود ہے ہم دعا کرتے ہیں اور تمام ناظرین کتاب کو اپنی دعا میں شریک کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت باری مولف کی عمر اور نیت جان و مال میں زیادہ ترقی دے اور آپکے وجود با جود کو اہل اسلام کے سر پر تا دیر قایم رکھے آمین ابو ادریس **احمد حسن شوکت** اڈیٹر شحنۂ ہند میرٹھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

التماس مؤلف

رسالہ ہذا کی سہل ترین عبارت مین نہایت درجہ مشکل اور دقیق مسائل بیان ہوئے ہین مشرقی تالیفات خصوصاً اُردو مین یہہ اپنے جدید مضامین کے سبب سب سے ممتیز ہے ایک ادنیٰ شے کی پیدائش کی کماہی حقیقت ظاہر کرنا از حد درجہ مشکل امر ہے۔ اور اس رسالہ مین تو تمام موجودات فضائے نامتناہی الابعاد مثل خلا۔ حرارت۔ ثوابت لاتعد ولاتحصیٰ۔ آفتاب۔ سیارے۔ کرۂ زمین۔ اجسام منجمدہ حیوانات نباتات۔ جمادات۔ مستقبل۔ اور ہوائیہ کی تکوین کی وجہہ موجہہ اور سبب معقول اور مدلل کو مختصر اردو عبارت مین بیان کیا ہے۔ ایسے مضامین کے تذکرون مین غلطیون کا رہنا کئی سبب سے ہوتا ہے اول تو جب کوئی مولف کسی کتاب کو بناتا ہے تو دوسری کتابون سے اوس کو مطالب اور مضامین اکثر انتخاب کرنے پڑتے ہین۔ تاہم اوس مین غلطیان رہجاتی ہین۔ اور اس رسالہ کے بعض نئے مسائل تو کسی کتاب سے انتخاب نہین کئے گئے۔ اس لئے اس مین غلطیون کا رہنا ضرورتر ہے۔ دوسرے مؤلف کی قلت استعداد غلطی رہجانے کی شاہد حال ہے۔ اس لئے جیسے مصنفون کا دستور ہے اوس طرح سے میری غرض نہین ہے بلکہ بلا تصنع یہہ بات ظاہر کیجاتی ہے کہ ناظرین پر تمکین جہان کہین اس کے مطالعہ مین غلطی پاوین اوس کی اصلاح کرین یا بشرط زندگی مؤلف کو تردید اور اعتراض سے ممنون فرماکر جواب سے رفع شک فرماوین۔ اس رسالہ کی تین فصلین ہین اول کائنات کی پیدائش مین۔ دوسری عالم نامیہ کے سطح زمین پر ظاہر ہونے کے بیان مین تیسری فصل انسان کی ہستی مین۔ چونکہ یہہ رسالہ اختصار سے کسی قدر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے ہر ایک جملہ تشریح طلب ہے اگر توفیق رفیق ہوئی۔ تو یہہ مجمل بیان مفصل لکھا جائیگا فقط

راقم

عبدالرحمٰن کلیانی سنہ ۱۸۹۵ عیسوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول ماہیت موجودات لا متناہی ابعاد مین !

جو حصہ زمین کا آفتاب کی روشنی سے منور رہتا ہے دن کہلاتا ہے اور اوس کے برعکس رات جو کہ ہر ایک سال تمام مین ایک نقطۂ اعتدال ربیعی اور دوسری نقطۂ اعتدال خریفی مین بارہ بارہ گھنٹا کامل کا ہوتا ہے اور دن کو کوئی ستارہ بجز آفتاب کے نظر نہین آتا۔ رات کو آسمان کی طرف دیکھنے سے بیشمار تارے نظر آئینگے۔ اور جب دوربین سے دیکھے جائینگے تو اون کی کثرت حیرت انگیز ہوگی اور جسقدر عمدہ دوربین ہوگی وہ کثرت از حد ترقی پذیر مشاہدہ مین آویگی۔ حالانکہ دن کو اُن مین سے ایک بھی دکھائی نہ دیگا۔ یہان تک کہ عطارد جو بہ نسبت اور سیارون کے آفتاب سے قریب ہے وہ بھی بخوبی نظر نہ آئیگا۔ حالانکہ عطارد کی دوری آفتاب سے ساڑھے تین کروڑ میل ہے۔ اور اپنے حجم مین اتنا بڑا ہے کہ اوسکا قطر تین ہزار دو سو چھبیس میل ہے۔ جو اجرام اس سے چھوٹے اور نزدیک ہین وہ تو مطلق نظر نہ آئینگے۔ بہت سی عجیب و غریب چیزون کو جو آفتاب کے گرد ضرور رہون گی۔ ہم نہین دیکھہ سکتے اور وہ عجائبات ہمیشہ ہم سے چھپے ہوئے ہین۔ یہہ بھی ظاہر ہے کہ جب سورج گہن پورا ہوتا ہے۔ تو اندھیرا ہو جانے سے ستارے نظر آنے لگتے ہین حالانکہ پورا سورج گہن ہو نہین سکتا ؛

سورج گہن آفتاب اور زمین کے بیچ مین چاند کے آجانے سے ہوتا ہے۔ اور سورج سے زمین چودہ لاکھ حصّون سے ایک حصّہ کے اندازمین کچھہ کمی کے ساتھہ ہے۔ اور چاند زمین سے تیرہ حصہ چھوٹا ہے۔ پس چاند کا بہ نسبت سورج کے نہایت درجہ چھوٹا ہونا اس سے ظاہر ہے یعنی سورج کا قطر آٹھہ لاکھہ اٹھاسی ہزار چھہ سو چالیس میل۔ اور چاند کا قطر دو ہزار ایک سو ستر میل ہے۔ وہ اپنے چھوٹے پنے سے کس طرح نہایت بڑے کرۂ آفتاب کو اہل زمین سے

چھپا سکتا ہے* بہت سے عجائب فلکی نہایت درجہ عجیب و غریب ہین منجملہ اون کے رات کو ثوابت
سیارات اقمار بیشمار ومدار تارے مختلف صورت اور رنگ کے اور شہابون کا نظارہ کیسا
کچھ تعجب دلاتا ہے۔ ثوابت نہایت دور ہین۔ اور آپس مین اون کا بعد غیر متناہی ہے۔ چنانچہ جو ثابتہ شعرا
سب مین بڑا اور سب سے قریب تر معلوم ہوتا ہے وہ ہمسے بہ نسبت بعد آفتاب کے قریب لاکھ مرتبہ
کے دوری رکھتا ہے۔ اور جو سب سے چھوٹے چھوٹے ستارے دکھائی دیتے ہین اونکی کوچکی زیادہ
دور ہونے کے سبب سے ہے۔ چنانچہ اونکی دوری کی نسبت کروڑون اربون عدد ات کی تقی مدارج کو بغیر احاطہ
خیال کرنا چاہیے تمام قواعد ریاضی اور ہندسہ اونکے دوری کو نہین دریافت کر سکتے بلکہ یہہ وہ ثوابت ہین جو نظر آتے ہین لیکن جن تک
ہماری بینائی کام نہین کر سکتی اور جنکا نور ہم تک نہین پہونچا وہ خارج از بحث ہین۔ رفتار نور ایک ثانیہ مین قریب دو
لاکھ میل کے ہے پس بہت سے ثوابت کی روشنی ابتداے آفرینش کائنات سے باوجود اس سرعت رفتار کے
تاحال زمین تک نہ آئی اور پھر اسی قدر عرصہ نامتناہی تک بعد کے سبب نہ آئیگی۔ کرہ قمر کے مردہ ہونے
کے عرصہ کو بیس کروڑ برس خیال کرتے ہین پھر اوسکے عرصہ زندگی کو اسی پر قیاس کرین کرہ
قمر کرہ ارض سے تیرہ حصہ حجم مین اور چالیس حصہ مادہ مین کم ہے۔ اور کرہ ارضی زندہ ہے اوس کی
پیدائش کا عرصہ بہت زیادہ ہے۔ جس کا عدد متحقق نہین ہوا۔ غالبا عدد مذکورہ اوس کی درازی عمر مین
انتہائے مراتب اعداد کو اکائیون کا مرتبہ نہین دے سکتا۔ منجملہ ثوابت کے یہہ آفتاب ایک ثابتہ ہے
اور جسقدر اجرام اوس کے گرد فیضیاب ہونے کو گردش کرتے ہین منجملہ اون کے سیارات ہین۔ اون بہت
سے سیارات مین سے یہہ ایک زمین عالم نامیہ اور غیر نامیہ سے آباد ہے نہایت ممکن ہے اور قریب القیاس ہے
کہ ہر ایک ثوابت مثل ہمارے آفتاب کے ہو۔ جسکے گرد کئی عالم مانند اس زمین کے جو مسکن زندگانی اور
خوشی کے ہین۔ گردش کرتے ہون۔ نظام شمسی کے عام سیارے اپنی حالتون مین زمین کے موافق
نظر آتے ہین کسیلئے کہ جو رعایتین آباد ہونیکی اس زمین پر نظر آتی ہین وہ اور بھی سیارون مین پائی

* کرہ زمین کی مساحت شمالی قطب تارے سے ہوسکتی ہے خط استوا والون کو قطب افق پر معلوم ہوتا ہے جسقدر کوئی شمال کیطرف خط
استوا سے جاوے وہ تارہ بلند ہوتا ہوا معلوم ہوگا یعنی قطب زمین پر وہ سمت الراس ہو جاویگا یہ ربع دائرہ تین ہزار کوس کا ہوا جسکو چار مین ضرب
دینے سے بارہ ہزار کوس ہین جسکا ثلث تین ہزار قطر زمین ہوا اور کرہ چاند کی جسامت اختلاف منظر افقی سے دریافت ہوسکتی ہے لیکن بغیر اخذ
کے اختلاف سے ایک ثانیہ کے فرق ہونے مین بہت غلطی رہتی ہے اسلئے زمین کی ایک نصف النہار کے دو مختلف مقام سے صحیح طور پر معلوم ہوسکتی ہے
جسطرح آفتاب کی گزر از زہرہ پر جرم شمس کی اختلاف المنظر سے اوسی قواعد ہندسہ کے ہو کہ جبکہ زاویہ اور ایک ضلع معلوم ہو تو باقی
دو ضلع اور زاویہ ایک ضلع معلوم سے بخوبی جانی جاتی ہے اور قواعد ہندسہ کے جبر سے یہ پتا ہوا کہ ستارون کی ابعاد سالانہ گردش کے مدارج سے ہم نسبت نہین اس سے

جاتی ہین جیسے اون مین رات اور دن کا ہونا موسم کا بدلنا دریاؤن اور آتش فشان پہاڑون کا ہونا
ہوا کا ہونا بادلون کا برسنا دیکہا گیا ہے۔ غرض آفتاب ان تمام اجرام کا فیض بخش مربی ہے جو فیض
پانیکو اوسکے گرد پہرتے ہین۔ اور سب اجرام اوسکے گرد بمنزلہ خدم وحشم کے ہین۔ کیا عجب کہ سورج بھی
بمنزلہ ان پہرنے والے اجرام کے مع اپنے حشم وخدم سیارون کے اور کسی ثابت کے گرد جو ثابتہ ملقب ثابتہ
الثوابت یا شمس الشموس کا مہمل ہے شمار حشم وخدم والون کے ایک اوسنے خادم ہو اور مدت مدید
مین مع اپنے متعلقین سیارون کے اوس کے گرد گردش سے فیض پاتا ہو۔ اور اوس فیض کو خود اوس سے
حاصل کرکے دوسرون کو پہنچاتا ہو۔ اہل ہیئت اس بات کو پایۂ اثبات پر پہونچا چکے ہین۔ سورج غایت
درجہ کی لطیف حرارت کے مانند بہاپ کا ایک ڈہیر تہا۔ اور وہ وسیع فضا مین نہایت وسعت کے ساتہ
حلقہ وار اسقدر پہیلا ہوا تہا کہ مدار کشش مرکزی سے باہر تہا جسقدر کشش مرکزی سے سکڑتا گیا اوسکا
ہر کرہ جسمین موجود ہے اور کشش مرکزی سے سکڑتا گیا اوسکے مختلف حصون سے اون اجرام سیارون کا وجود ہوا
جو گردش کرتے ہین نظام شمسی کا بننا اسطرح پایا جاتا ہے جیسے علاوہ سورج کے عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ زمین
سیارات جدیدہ۔ مشتری۔ زحل نپچون۔ یورنیس۔ اور اونمین سے جتنی اقمار ہین وہ سب اور قمر اور سیارے وغیرہ مین
زمین جب ہوائی بہاپ کی شکل مین تہی اور اب سکڑ کر منجمد ہو گئی۔ اسکا قطر موجودہ اقطار سے اٹہارہ سو درجہ زیادہ تہا
جتنا بڑا سطح سورج کا ہے۔ اس سے زیادہ عرصہ کو گہیرے ہوئے رہتا یہ سکڑنا اول تو کشش مرکز کے سبب ہے دوسرے
ایتہر کے باعث بیرونی سطح کے سرد ہونے سے ہوا جو سب عالم مین پہیلا ہوا ہے۔ ایتہر کائنات مین منتشر ہے
جو سب لطیف اشیاء سے الطف ہے اور اوسکا کام روشنی پہونچانے اور سردی کرنیکا ہے۔ اگر ایتہر نہوتا تو نہ
روشنی پہیلتی نہ سردی حد درجہ کی گرمی ہی گرمی رہتی کہ ذرات تک گل جاتی۔ غرض سطح زمین حرارت سے
ہوائیہ اور ہوائیہ سے سیال ہوا پہر سیال حالت گردش سے قدرتی قانون کے مطابق شکل کروی
پیدا ہوئی۔ رقیق اجسام جب گردش کی حالت مین ہوتے ہین تو وہ اپنی مدور کروی شکل بنا لیتے ہین
دیکہو جب پانی کا قطرہ گرم توے پر ڈالا جائیگا تو وہ کروی شکل مین گردش کریگا۔ کرہ زمین مقیاس الحرارت
کی سو درجون کی گرمی کو ساڑہے تین لاکہ درجہ زیادہ حرارت کے برابر اوسکے مرکز پر خیال کرنا چاہیے یعنی
مرکز پر حد درجہ حرارت ہے اور سطح تک رفتہ رفتہ کم ہوتی گئی ہے تمام سیارون مین یہی قاعدہ
ہے جو گرد سورج کے گردش کرتے ہین۔ اور ہوائیہ نورانی حالت سے سکڑ کر منجمد یا ظلمانی حالت مین آکر
پہلے اون کی چمک اس درجہ تہی جیسے ستارے شمسیان رات مین ہماری نظر کے سامنے چمکتے ہین
اور گردش محوری اور گردش دوری کے تابع ہین۔ زمین کی حرکت دوری حرکت سالانہ کہلاتی ہے۔

جو اپنے مدار پر ہم ۳۶۵،۲۵۶ دن میں پھر جاتی ہے۔ اور اپنے محور کے گرد چوبیس گھنٹے میں گردش کرتی
ہے۔ جسکو گردش روزانہ کہتے ہیں۔ گردش محوری سے ہر سیارہ اپنے قطبوں سے دبا ہوا اور بیچ میں
سے اوبھرا ہوا ہے۔ چنانچہ جو کرہ کہ لچکدار اپنے محور پر دائمی گردش رکھیگا وہ ہمیشہ ایسی ہی حالت پیدا کریگا
برخلاف ٹھوس کرہ کے جو مثل پتھر کی گیند کے اپنے محور کے گرد برسوں پھرے مگر اوس میں کچھ فرق نہ آویگا
اس سے ثابت ہے کہ ہماری سیارہ کی اصلی قدیمی حالت رقیق تھی۔ تمام اجسام میں خود بخود حرکت کی طاقت
نہیں قدرتی قوتوں سے سب متحرک ہیں۔ جو اجسام آپس میں موازن ہیں وہ ساکن کہلاوینگے اور
جو غیر موازن ہیں وہ متحرک۔ کشش کہربائی جو برق ہے اور اسی کو قوت جاذبہ کہتے ہیں تمام عالم میں موجود ہے
اسی نے سب کو بنایا اور اسی سے سب بنتے۔ یہ قوت جاذبہ وہ طاقت ہے جو مادہ کے اجزاء کو ایک
دوسرے کی طرف کھینچتی ہے۔ اجزاء ہمیشہ اپنے گرد کے اجزاؤں سے متاثر ہوتے رہتے ہیں تمام اجسام
خواہ وہ ساکن ہوں یا متحرک بیشمار قوتوں سے متحرک ہیں۔ ہر جسم کی کشش اوسکے مادہ کے اندازہ پر موقوف
ہے۔ یعنی اون اجزاء کے شمار کے اندازہ پر جن سے وہ جسم بنا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ نظام شمسی میں کوئی جسم
سورج سے بڑا نہیں جسقدر سیارات ہیں سب اوس سے نہایت درجہ چھوٹے اور آپس میں غیر موازن
ہیں اگر سورج اور سیارے موازن ہوتے تو اون میں گردش نہوتی سب ساکن ہوتے لیکن انکا باہم موازن نہونا
ہی سبب گردش کا ہوا۔ جیسے سورج جو زمین سے ساڑھے نو کروڑ میل دور ہے۔ اپنی اتنی بڑی لمبائی کے
موجب زمین پر اثر جذب رکھتا ہے۔ اور ویسی ہی زمین بھی اپنی حیثیت کی موجب سورج پر جذب رکھتی ہی
چونکہ سورج کا جذب نہایت درجہ قوی ہے۔ وہ زمین کو نہایت درجہ سرعت کے ساتھ کھینچکر اپنے سے
چمٹا لیتا لیکن اوس کے گرد زمین حرکت دوری رکھتی ہے جس کو گردش سالانہ کہتے ہیں اور وہ متنفر المرکز
قوت پیدا کرتی ہے جو قوت جاذبۃ المرکز کے خلاف ہے۔ یہ دونوں قوتیں آپس میں برابر ایک دوسرے کے
مخالف ہوتی ہیں۔ یہ قوت گوپھن کی رسی کی کشش اور ڈھیلے کے دور نکل جانے سے ظاہر ہوتی ہے
اگر قوت جاذبہ یک لخت موقوف ہو جاوے تو زمین بخط مستقیم لاانتہا میں چلی جاوے اور اگر حرکت
دوری دفعتہً بند ہو جاوے تو قوت جاذب کے سبب زمین سورج سے جا چمٹے۔ سو قدرت نے باندازہ جذب
حرکت دوری عطا کی ہے نہ سورج زمین کو جاذبہ کے سبب نکلنے دیتا ہے۔ اور نہ زمین حرکت دوری
کے سبب اوس سے چمٹ سکتی ہے۔ اور یہی قانون سب سیاروں میں ہے جو کمی بیشی قوت جاذبہ
نقطہ پر اوس کے بعد کے مربع اور خلاف نسبت پر ہوگی یعنی جتنا مربع بعد کا مرکز جاذبہ سے زیادہ ہوتا
جاویگا اوتنی ہی قوت جاذبہ کم ہوتی جاویگی۔ اس لئے جو سیارے سورج کے قریب ہیں اون پر سورج

کا جذب زیادہ ہے۔ لہذا اوس کی حرکت دَوری سریع ہوگی۔ اور جو دُور ہین اون کی حرکت دَوری بطی ہے
اِس لئے کہ جذب اونپر کم ہے۔ چنانچہ گردش سالانہ عطارد کی جو نزدیک تر سورج کے ہے ایک ساعت
مین ۱۰۹۶۹۹ میل اور نیپچون کی جو دور تر سورج سے ہے ۱۱۵۵۸ میل ہے اور حرکت دَوری حرکت
محوری پیدا کرتی ہے اسی طرح حرکت محوری حرکت دوری کے پیدا کرنے کا سبب ہے۔ کسی گولے یا گیند
یا گولی کو زمین پر لڑھکا دین تو دونون حرکتین ظاہر ہون گی۔ ایک تو اپنے گرد پہرتی جاویگی یہہ حرکت محوری
ہے دوسری آگے کو بڑہیگی یہہ حرکت دَوری ہے۔ اس بارہ مین کہ پہلے ثوابت پیدا ہوئے یا خلاء
ناتمناہی خیال کو وسعت ہے۔ مگر پہلے خلاء اور ان بعد ثوابت ہونا بعید القیاس نہین کس لیئے کہ خلاء
نامتناہی ایک لطیف شعلہ حرارت کا تہا۔ جب اوسکے جداگانہ حصص کشش مرکزی سے سکڑکر کرات
بننے لگے۔ تب خلا ہوتی گئی۔ اور سیال الطف ایتھر نے اون کی سطح بیرونی کو مس کر دیا۔ اس سے یہی
پایا جاتا ہے کہ مظروف کے لئے پہلے ظرف ہونا چاہیئے اگر ظرف نہو تو مظروف کہان رہے۔ اگر خلاء
نامتناہی نہوتی تو لطیف شعلہ حرارت اوس مین کس طرح پر سمجہا جاتا۔ اور اگر یہہ کہا جاوے کہ پہلے مظروف
تہا پہر ظرف ہوا تو یہہ خیال مین نہین آسکتا۔ کیونکہ مظروف جس عرصہ مین جہان گہرا ہوا ہو وہی عرصہ اوس
کا ظرف ہوگا۔ جبکہ یہہ خلاء بعید وعد نامتناہی الابعاد حرارت سے مملو تہا تو وہ تمام حرارت مثل شعلہ کے
گردش اور متحرک تہی جیسے زمین کے اندر کا حارّہ رقیق مادّہ حرکت مین ہے جس کی موجون زلزلہ پیدا
کرتی ہین اور اون سے کوہ ہائے آتشین کا ظہور ہے۔ اسی طرح کل خلاء کا مادّہ لطیف آتشین حرکت مین
تہا مثل تکوین نظام شمسی کے کشش مرکزی کے سبب جہان تک پہیلی ہوئی تہی وہان تک سمٹنے سے
اول ثابت الثوابت یا شمس الشموس جو تمام موجودات کے مرکز مین مقیم ہے بنا اور جو حلقہ کشش
سے مادّہ لطیف آتشین باہر رہا اوس سے تمام ثوابت جو اوس کے تابع ہین حسب طاقت کشش خلق ہوئے
اور پہر ہر ایک ثوابت کی غیر محدود فضاء کے اندر اوس کی وابستگی مین اوسی طرح سے سیارات پیدا ہوئے
اور سب ثوابت جاذبہ مرکزی اور حرکت دوری دافعۃ المرکز سے ایک قاعدہ مین پابند ہو کر مع اپنے حشم
وخدم کے اوسی اعلیٰ قوت جاذبہ ثابت الثوابت سے اپنی حرکت دَوری کے ساتہہ جو لاکہون یا کروڑون
برس مین پوری ہوتی ہوگی اپنے مدار مختص پر وابستہ ہو کر قانون قدرت کے مطیع ہوئے۔ آفتاب
کا مع نظام سیارات شمالی فضا مین شکل الجاثی علی رکبتہ کی طرف آگے بڑہتے چلے جانا اور اس حرکت
کے سبب سے بہ نسبت زمین کے اجتماع ثوابت مین ایسا فرق آنا کہ جن ثوابت سے آفتاب قریب
ہوتا جاتا ہے۔ اون مین باہم فاصلہ معلوم ہوتا ہے اور جن سے آفتاب دور ہوتا جاتا ہے وہ باہم قریب

ہوتے جاتے ہین۔ اِس دعوی کی بڑی روشن دلیل ہے۔ بعض شعلے جنکا مرکز چمکدار نظر آتا ہے وہ روشن روئی کے گالون کی مانند سے بھرے ہوئے ہین جو عمدہ دوربین سے نظر آتے ہین یہہ وہی ناتمام ستارے ہین جنکو قدرت قاعدہ مذکور کی موجب بنا رہی ہے۔ یہہ روشن گالے جو روئی کی مانند ہین اِنجماد اور کشش مرکزی سے منجمد ہو کر ستارے بن جاوین گے۔ اور بعض ہین یہ روشن گالے جو بشکل بادلون کے اوسکے گرد ہین نہایت درجہ براق ہین۔ غالبًا یہہ وہ حالت ہو کیونکہ تازہ کوئی ثابتہ جدید کائنات کے لئے بنایا جاتا ہو۔ اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ لطیف شعلہ حرارت کا جو مانند ہیولی کے ہے جس سے موجودات بنے۔ باوجود اوس بے تعداد اور بے شمار کائنات مخلوق ہو جانے کے ابھی اتنا اور باقی ہے کہ ایسی موجودات یا اوس سے سوا کئی عالم پھر اوس سے پیدا ہو جاوین ایسی حالت مین کہا جا سکتا ہے کہ ہماری زمین ایک بجھا ہوا ستارہ ہے۔ جو اپنی گرم حالت سے ٹھنڈا ہو گیا ہے یا ایک نورانی روشن بادل یا بھاپ کی رقیق حالت سے سخت حالت مین آگیا ہے جو موجودہ نسبت کا پندرہ لاکھ حصون مین سے ایک حصہ رہگیا ہے۔ پس قدیمی بھاپ کی حالت اور حال کی حالت مین کتنا تفاوت ہے۔ اِس خاکی ڈھیر کے حصون کے سرد ہونے کا انجام یہ ہوا کہ تمام بھاپ کی مانند اشیاء جن سے وہ بنا ہوا تھا رقیق شئے مین تبدیل ہوئین جو چند اون مین سے بھاپ ہی کی حالت مین رہین جو اِس خاکی کرہ کے گرد لفافہ کی صورت مین محیط ہین جیسے ہوا جو چند اجسام ہوائیہ سے مرکب ہے۔ قدیم زمانہ مین جو بھاپ گرد مرکز کے محیط تھی ان ہوائیہ اشیاء سے جو اب محیط ہے نہایت درجہ کا فرق رکھتی ہے۔ قدیم زمانہ کا پھیلاؤ گرم ہوائیہ کا قمر سے آگے تک پھیلا ہوا تھا جو سطح زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے اور اوس ہوائیہ حالت سے سیال حالت پانی کی جسکو دریا کہتے ہین ظاہر ہوئی۔ جو زمین بھاپ کی پھیلی ہوئی حالت قدیم مین تھی۔ اب سکڑی ہوئی ٹھوس حالت مین ہے۔ اپنے اجسام کو تین حالتون مین ظاہر کرتی ہے۔ ایک ہوائیہ۔ دوسری سیال تیسری انجماد۔ اس تیسری حالت مین اگرچہ عالم نامیہ شامل ہین اور عالم غیر نامیہ مین سے کل اجسام منجمدہ مثل دہات واقسام پتھر وغیرہ تاہم عرفًا اِس حالت کو خاک کہا جاتا ہے جس سے اِس کا نام کرۂ خاکی ہے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کرۂ خاکی مجوف نہین بلکہ مصمت ہے۔ اس کے اندر دریا ئے آتشین موجزن ہے جس کے مرکز پر بے حد گرمی کی حالت نہایت درجہ حیرت دلاتی ہے۔ اور جیسے اوس کی گرمی بیحد ہے اوس کی کشش بھی غایت درجہ زیادہ ہے۔ کشش باندازہ مجذور فاصلہ گھٹتی ہے اور اسی انداز سے روشنی کا بھی گھٹاؤ ہے۔ سطح زمین پر جو قوت جاذبہ ہے اوس سے چار ہزار ۴۰۰۰ آٹھ ہزار میل کے فاصلہ پر زمین

سے قوت جاذبہ ½ اور ¼ حصہ اوس قوت کی ہوگی جو زمین کے سطح پر ہوتی ہے زمین کے اندر حرارت ۶۰ فٹ عمق مین ایک درجہ بڑہتی گئی ہے ۳۱ میل کے نیچے ۴۳ ہزار درجہ کی گرمی ہے جس مین پتھر پانی ہوسکتا ہے۔ اتنی دوری پر سب اشیا بحالت سیّال پائی جائینگی۔ اوس سے آگے مرکز تک اوس مین رقیق مادّہ کی لطافت کی ترقی حرارت سے زیادہ ہوتی گئی۔ زمین کے سطح کو دیکھکر کوئی یہہ خیال نکرے کہ جیسے اب جہان کہین پہاڑ۔ غار۔ ریگستان۔ سمندر۔ دریا۔ نباتات۔ حیوانات مین ویسے ہی قدیم زمانہ سے ہون گے بلکہ یقین کرنا چاہئے کہ حالت موجودہ سطح زمین کی بہ نسبت سابق کے ایسی نہ تھی جیسی اب ہے ما بعد مین یہہ کرۂ زمین کچھ نہ تہا بلکہ ایک سیّال الطف ہوا کی حالت مین نہایت وسیع عرصہ اس خلائے نامتناہی الفضا مین پھیلا ہوا تہا جو سمٹکر کرہ بنا سیّال الطف کی حالت سے کرہ بننے تک اور اوس سے آج تک اتنی تبدیلیان ہوئین جن کا شمار غیر ممکن ہے۔ یہہ تبدیلات عام شکلون اور صورتون مین ہوتی رہین سطح زمین جو اب قرار مین ہے وہ زمانہ سابق مین مضطرب تہا اس کی تبدیلات مین کہین کمی کہین زیادتی مساوات کا درجہ پیدا کرتی رہی ہے اندرونی منجمد سطح زمین مین دریاے آتشین زیر زمین سے اور بیرونی سطح زمین مین آگ۔ ہوا۔ پانی سے بہت سی تبدیلیات ہمیشہ ہوتی رہین ہین جن سے قدیم شکلون کو مٹانے اور جدید کو بنانے بلکہ بگاڑنے اور سنوارنے کے کیسے بیشمار ثبوت پیش ہو رہے ہین طبقات زمین سے قدیم زمانہ کے جو اجسام برآمد ہوتے ہین وہ موجودہ اجسام نامیہ سے مغائرت رکہتے ہین وہ کہین بجنسہ ڈہانچہ کی شکل برآمد ہوتے ہین اور کہین اون کے نقش ونگار چٹانون مین دکہائی دیتے ہین۔ تحقیقات سے طبقات زمین کے زمانون کے عجیب حالات معلوم ہوتے ہین۔ پانی کے بہاؤ سے ریتے اور مٹی کا وجود ہے۔ پس جہان ریگستان ہے وہ کسی زمانہ مین سمندر یا دریا تہا۔ ریت اور مٹی اجسام نامیہ کے لئے نہایت کار آمد شئے سمجھی گئی ہے ایک وقت جب روشن بہاپ گرم تدریجاً سکڑکر منجمد ہوتی جاتی تہی اوس وقت سفیدی تہی۔ پہر تاریکی عام ہوگئی۔ سورج کی دہوپ کا نام ونشان سطح زمین پر نتہا۔ چونکہ ایسے کدورت آمیز ہوائیہ اجسام محیط زمین تہے جن سے سورج کی شعاعین نفوذ نہ کرسکتی تہین اور نہ سطح زمین تک آسکتی تہین پہلے گرمی زیادہ تہی اب سردی ہے۔ زمین کے کہودنے سے جو بہت سی اشیا برآمد ہوتی ہین اون مین علاوہ بہت سی چیزون کے کوئلہ بہی برآمد ہوتا ہے۔ نباتات بہی ہوا کی تاثیر سے مثل پتھر کے ہوگئے ظاہری سطح کے تغیرات کے اسباب۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ ہین اندرونی سطح کی تبدیلات دریاے آتشین کی موجون سے بہت سی ہین ہزارون فٹ کی گہرائی مین اجسام نامیہ اور غیر نامیہ کہودنے سے ملتے ہین

زمین کے اندرونی طبقات پیچیدہ اور ناہموار ہین ۔ کہین ڈہالو ۔ کہین مسطح ۔ کہین سیدہی کہین
ٹیڑہی ۔ کہین لہردار ہین ۔ اور کہین اندر سے لاوا نکلکر سطح وار وہین پہیل گیا فلزات کی سطح اصل اندازسے
گویا ایک کے اندر دوسری سطح آگئی ہے جو سیدہی بطور اسطوانہ یا بطور خط کے مثل رگون کے اوس
دہات مین مرکوز ہے ۔ اور تبدیلات زمین قوی اثرون کا نمونہ ہین ۔ جب زمین کہودتے ہین تو اجسام
نامیہ کو اندر پاتے ہین ۔ جو اب سطح زمین پر موجود نہین ہین ۔ اجسام نامیہ سابقہ جو زمین مین ملتے ہین مثل
زمانۂ حال کے پہلے سطح زمین بر آمد پر آباد تہے ۔ اگرچہ صورتین اون کی اور طرح پر تہین جو اس زمانہ کے
اجسام نامیہ سے نہین ملتین ۔ مگر اصلی بناوٹین اون کی مثل اجسام نامیہ زمانہ حال ہی کے تہین جن تہہ
مین وہ ملتے ہین وہ سطح بالائی مسکن زندگانی تہا ۔ جو تبدیلات سے سطح اندرونی ہوگیا ۔ زمین کے طبقات
دس میل عمق مین علیحدہ علیحدہ ایک دوسرے کے بعد پے در پے سلسلہ وار پائے جاتے ہین ۔ برآمدہ سطح بالائی
زمین پانی سے بہہ کر سمندر کی تہ مین جانے سے کسی زمانہ مین خشکی کی سطح ہوجائیگی ۔ اندرونی صدمون اور
انقلابون سے نشیب و فراز اوس مین ظاہر ہوجاوینگے انہین سببون سے پہاڑون پر جدید سطح معلوم
ہوئے ہین ۔ اجسام نامیہ جو ہوا کی تاثیر سے پتہر ہو گئے ہین اون مین سے نباتات کے ڈہانچون کے عوض
اون کے نقش رہ گئے ہین ۔ وہ صاف نظر آتے ہین ایک حیوان کے ڈہانچہ سے دوسرے حیوان
کے ڈہانچہ کا زمانہ معلوم ہوسکتا ہے ۔ بعض جانور جو اب نہین ہین اونکا سرگین پتہر بنا ہوا
پایا ہے اوس کے درمیان سے مچہلیون کے دانت اور اوس کے اوپر کے فلوس ملتے ہین جن سے
اون کی خوراک اور طرز معیشت معلوم ہوتی ہے ۔ اور بعض حیوانات کے سرگین مین جانورون کی ہڈیان
ملتی ہین جو پتہر ہوگیا تہا ۔ ہوا اوپر سے پتلی اور نیچے سے دباؤ کے سبب گاڑہی ہے یہی حالت
سطح اور مرکز زمین کی ہے ۔ جب شروع مین سطح پتلا بنا تہا ۔ اضطراب مثل زلزلہ وغیرہ کثرت سے رہتے
تہے ۔ اور جب پورا دلدار بن گیا تو ویسا اضطراب نرہا کشش کہربائی جو جنوب سے شمال کی طرف ساری
ہے اور محوری گردش جو قطبین کے نقطون پر آکر ختم ہوتی ہے ۔ جہان منطقۂ حارّہ کی ہوا کے ساتہ برف
نہین جاتے سے کبہی کبہی کسی قدر ایسا روشنی سے فائدہ پہونچاتی ہے جیسا قمر کا فایدہ جو بدلی حالت
ہے ۔ قریب انصف یا ثلث سے کم ہو جیسے ضوء شمالی کہتے ہین ۔ جنوبی ۔ اور شمالی سونے والا بہ نسبت
شرقی اور غربی سونے والے کے جتنا فائدہ پاویگا اوس کا مخالف سونے والا اوس سے محروم رہیگا
کرۂ زمین خط استوا سے شمال مین جس قدر عجیب و غریب اجسام نامیہ اور غیر نامیہ رکہتا ہے جنوب کی
طرف ویسا نہین رکہتا جس قدر خشکی کے حصّہ مین جنوب کی طرف اون کے لوگ دار سرے ہین جنہین

مرا اس کہتے ہین۔ اور شمال کی طرف وہ چوڑے اور پھیلے ہوئے ہین۔ جذب مقناطیسی خط استوا سی قطب شمالی کی درمیان جہان کہین ہوگا اوسکا میلان شمال ہی کی طرف ہوگا اور خط استوا سی قطب جنوبی تک جہان ہوگا اوسکا میلان قطب جنوب کی طرف ہوگا چنانچہ قطب نما کی سوئی اگر خط استوا سی جنوب کی طرف ہو تو سوئی جنوب کی طرف ہوگی جیسے شمالی حصے مین شمال کی طرف رہتی ہی۔ اور وسط کی حالت مین خاص خط استوا پر قطبین کے خط پر عمود ہوجاویگی اور وقت اندر زلزلہ کی جذب مقناطیسی جاتا رہیگا۔ اور یہہ امر اس بات کا مثبت ہی کہ جذب کہربائی کی تاثیر جنوب سے شمال کی طرف ہے قطب جنوبی کو مبداء اور شمالی کو منتہے سمجھنا چاہئے۔ جبکہ اندر رقیق سیال التشین کی نہرین شگافون مین بطور اگر منجمد ہوئی تھین اوس وقت کشش کہربائی نے جو سب کی بانی اور سبب اوس سنے میتی مین اپنی قوت کی اوس خاص ترکیب سے خشکی کے سطحون کو موجودہ صورت مین کردیا۔ بجلی بے وزن ہی اور سیال اور ہر ایک جسم مین موجود ہے۔ روشنی بجلی کے اثر کی مطیع ہے۔ بجلی کی حالت حسب موجب وقع کی جاتی ہے۔ تب ہمکو محسوس ہوتی ہے۔ اس کی ذات معلوم نہین کہ کیا ہے۔ بجلی کہین کم کہین زیادہ ہے۔ زیادہ کا نام موجبہ اور کم کا نام سالبہ ہے۔ اگر دو چیزون مین بجلی ایکسی ہوگی تو اون مین تنافر پیدا ہوگا اور جو ایکسی نہو۔ مختلف القسم ہو تو تجاذب ہوگا۔ بجلی بعض جسمون مین کم اور بعض مین زیادہ آسانی سی سرایت کرتی ہے جن کو موصل اور غیر موصل کہتے ہین۔ بجلی کی چنگاری ایک ثانیہ کے ۱۱۵۲۰۰۰ وقت کے حصون مین سی ایک ہی حصہ ٹھیر سکتی ہے یہہ عرصہ بیحد کم ہے۔ اور اسکی سرعت حسب سرعت روشنی کے ہے جو ایک ثانیہ مین قریب دو لاکھ میل کے ہے جو آواز کی رفتار سے دس لاکھ حصہ زیادہ ہی زمین اور ہوا بجلی کے مورد ہین جب منطقہ حارہ مین ہوا کا حصہ زیرین گرم ہوجاتا ہے اور حصہ بالا سرد رہتا ہے اور ہوا اوپر چڑھ کے قطبون کی طرف چلتی ہے۔ اور قطبون سے زمین کو مس کرتی ہوئی اوس نقطہ کی طرف جو محاذی آفتاب کے ہے برف کے ذرون مین ہوکر سریان کرتی ہے تو وہ روشنی اوس سے پیدا ہوتی ہے جسے شفق شمالی کہتے ہین جب وہان کئی ہفتون کی اندھیری راتین ہوتی ہین۔ تب وہان کے چاند اور اوس سے فیضیاب ہوتے ہین۔ بجلی بادلون سے بہی نیچی اوتاری جاتی ہے۔ بجلی کو پیدا کرنے کے وقت چیخ کی آواز آتی ہے۔ اور روشنی کی چمک اور چنگاریان ریشمین یا پشمینے کے کپڑون کے یکایک اوتارنے اور بلی کی پیٹھ سہلانے اور بالون مین کنگھی کرنے سے معلوم ہوتی ہین۔ بجلی کے وسیلہ سے علاوہ کم قیمت دہات پر قیمتی دہات کے ملمع کرنیکے پہولون پر بہی ملمع کیا جاتا ہے جن سے رنگ بدلجاتا ہے۔ اور صورت مین کچھ تبدیلی نہین ہوتی۔ تار برقی فوراً خبرون کا آنا اسی سبب سے ہے۔ سطح زمین کا جذب سب پر مساوی ہے۔ اسی واسطے پتھر ہوا یا پتھر زمین پر آجاتا ہے۔ ہوا پانی سب جذب کے تابع ہین۔ کوئی شے کیسی

ہی حالت میں ہو زمین کے سوا کہیں جا نہیں سکتی یہاں تک کہ قریب ہی اوس کے جذب کے تابع ہے لیکن حرکت
دوری جو اوس کو گرد زمین کے ہے۔ وہی متنفر المرکز ہونے سے معاونت کرتی ہے۔ اور ایک خاص مقام
سے آگے نکلنے نہیں دیتی۔ اگر حرکت دوری ناگہان جاتی رہے تو چاند جذب کے سبب زمین کے نہایت
زور سے چھوٹے اور ایسا صدمہ ہو جس سے نہایت بڑا شعلہ آتشین پیدا ہو جاوے۔ اور زمین سورج
سے جا لگے جس سخت صدمہ پہنچنے کے سبب سے زمین کے حجم سے ہزار ہا درجہ بڑا اشتعال پیدا ہو جاوے
کیونکہ جذب باندازہ کلانی و خوردگی جسم مجذوب کے ہوتا ہے اشیاء ہوائیہ سیال حالت میں گھٹ جاتے
ہیں۔ اور تمام اجسام کے ذروں کے درمیان کشش اتصالی کی قوت رہتی ہے۔ اور اون کو منجمد
رکھتی ہے۔ اور کرہ کی شکل میں لاتی ہے۔ زمین پر اسی جذب کے سبب حرکت دائمی کی کوئی مثال
نہیں دیکھی جاتی۔ یہہ بھی ثابت ہے کہ ہر ایک ذرہ مایعات کا جو نہایت چھوٹا ہے حرکت میں ہے۔ پانی کے اجزا مادیہ دائمی
حرکت رکھتے ہیں کان میں آلہ کے وسیلے سے مایعات کے قطروں میں گرداب دیکھے گئے ہیں اجزا ہوائیہ بھی الفہ ... اور اجسام
حیوانی و نباتی وغیرہ کے بننے اور گلنے سے مجسمات بڑی میں جو استحالہ طاری ہوتی ہے یہ بھی اسی سبب سے ہے ...
جہت میں یکساں ہے سمندروں کی سطح مقوس ہوتی ہے بخارات کے صعود کو ہوا کا دباؤ روکتا ہے ... زمین کا بخارات
کی شکل میں زمین کے گرد رہتا پانی کا بہاؤ فراز سے نشیب کو ہے یہاں حقیقت میں جذب کی حالت خواہ
سیال ہو یا منجمد جنوب سے شمال ہی کو ختم ہوتی ہے۔ زمین کی بالائی سطح جو منجمد ہے۔ اور اندر رفتہ
رفتہ وہ انجمادی حالت سے سیال حالت میں آتی جاتی ہے۔ گویا ایک مجوف گولہ ہے۔ جس کے اندر دریائے
آتشین بھرا ہوا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ انجماد سے سیال حالت زیادہ سطح کو گھیر لیگی۔ اور سیال سے
بھاپ یا ہوائیہ حالت بہت ہی زیادہ سطح کو اپنے پھیلنے کے لئے چاہیگی۔ چنانچہ ایک انچ مکعب پانی کے
بخارات سترہ سو مکعب سطح میں پھیلینگے۔ پس اگر زمین کے اندر کا دریائے آتشین سرد ہو جاوے تو
وہ نہایت درجہ سکڑ جاویگا۔ اور یہہ کرہ زمین جو مصمت ہے مجوف ہو جائیگا۔ اور اون کے بھرنے کے
واسطے جو اجزا زمین کے کشش سے مرکز کی طرف رجوع کریں تو یہہ کرہ کی سطح جو پھیلا ہو میں ہیں گرد پھیل
رہے ہیں سکڑ کر نہایت درجہ چھوٹا ہو جاوے۔ کرہ زمین جو مصمت ہے اور باعتبار مصمت ہونے کے
پونے تین کھرب میل مکعب پر مشتمل ہے۔ کیونکہ جس کا محیط ۲۴۰۰۰ میل اور محور ۸۰۰۰ میل
بنا جاوے اس کی مساحت تقریباً اسیقدر ہوگی۔ زمین کا ٹھوس ہونا اضافی ہے حقیقی نہیں زمین میں
درجہ تخلخل اور تجویف ہے جہاں کہیں زمین میں میخ گاڑی جاتی ہے وہ میخ بسہولیت گڑ جاتی ہے
جہاں میخ ہوتی ہے وہاں تخلخل کے سوا کوئی ذرہ زمین کا نہیں ہوتا اور ان میں سب ذرات

وہان کے جا سماتے ہین اسی وجہ سے ہر ایک لکڑی مین کیل بآسانی ٹھونک دی جاتی ہے جن جسمون مین تخلخل کم ہے اوس مین میخ یا کیل دقت سے ٹھوکی جاویگی مثل پتھر لوہا وغیرہ کے۔ اور جن مین تخلخل زیادہ ہے آسانی سے میخ یا کیل چلی جاویگی۔ مثل اسفنج۔ روئی وغیرہ کے۔ اگر کرہ زمین یہانتک سکڑی کہ کسی طرح پر اوس مین تخلخل نہ رہے تو یہہ اتنا بڑا کرہ جو پونے تین کھرب میل مکعب پر مشتمل ہی فقط ایک چھوٹی سی گیند کی برابر بمقدار رہ جاوے زمین کے اندر کے دریاے آتشین کی موجین اور لہرین سطح زمین مین درزین ڈالدیتی ہین جس مین لاوا مانند رگون کے پھیلجاتا ہے جو پہاڑ اور غار کا موجد ہی۔ اور بعض مین سے لاوا یعنی سیال مادہ خارج ہوتا رہتا ہے جنہین آتش فشان پہاڑ کہتے ہین۔ بہت سی اشیا ہوا پانی مین ایسی ہین جو سخت سخت پتھرون کو گلا دیتی ہین۔ پہاڑون کے اندر ہی طبقات مختلف ہوتے ہین اور پہاڑون کی چٹانون مین ہوا اور پانی کے سبب تغیرات واقع ہوتے رہتے ہین۔ کرہ زمین کی حالت ایسی ہے کہ ۳۰ میل تک منجمد چھلکا ہے اوس کے اندر قریب ۸ ہزار میل گہرائی تک رقیق مادہ آتشین کا دریا ہے۔ ۳۰ میل منجمد چھلکے کے باہر سیال یعنی پانی جس کا زیادہ سے زیادہ عمق ۹ میل تک ہی۔ اکثر حصہ زمین کا اور کل سطح زمین کو ۵ یا ۴ میل کی گہرائی مین گھیرے ہوئے ہین۔ جب یہہ کرہ روشن بھاپ کی حالت مین تھا تو کئی عنصرون کو مجتمع کئے ہوئے تھا چنانچہ لاوا رقیق مادہ آتشین ہے۔ اور جب سرد ہوکر پتھر بنجاتا ہی اوس مین کئی چیزین ملتی ہین۔ اس سبب سے ایک تو وہ خود مرکب ہے دوسرے طبقات [illegible] شق ہونے سے اون شقوق کے بیچ مین ہو کر آتا ہے۔ اون طبقون کے اجزا کو بھی [illegible] ساتھ لیتا نکلتا ہے اقسام پتھر اوس کے شاہد حال ہین جو اوس کے ٹھنڈے ہونے سے بن گئے ہین۔ اور [illegible] کا پہلو سطح زمین تو مختلف دھاتون اور چٹانون کا ہے۔ اور کئی مفردات سے یہ سطح مرکب ہے۔ مثل گندہک چاندی۔ سونا۔ سیسہ۔ تانبا۔ قلعی۔ پارا۔ لوہا۔ وغیرہ۔ اور اون کے باہمی مرکبات سی بھی کئی بنتے ہین جیسے شنگرف۔ نیلا تھوتہ۔ پیتل وغیرہ۔ اور سطح پر جو عالم نامیہ آباد ہے مثل درختون اور جانورون کے وہ بھی مرکب ہین۔ پانی دو مفردون سے بنا ہے۔ اور بھی کئی چیزین اوس مین ملی رہتی ہین۔ اور ہوا تین سیال ہوائیہ سے ملکر بنی ہے اور کچھہ کم چوتھی چیز بھی اوس مین شامل ہے۔ ان چارون کے سوا اور بھی کئی اشیا اس مین شامل ہین۔ ان تینون مین ایک شے وہ ہے جو آگ اور بتی کو جلاتی ہے۔ چنانچہ جبتک ہوا بتی کو پہونچتی رہتی ہے چراغ جلتا ہے۔ اور جب ہوا نہ پہونچے چراغ فورًا بجھ جاتا ہے۔ فانوس مین بتی جلا کر اوپر سے ڈھک دو کہ ہوا اندر نجاوے فورًا بتی بجھ جاویگی۔ پس اس شے کو جو ایک مفید عنصر ہے۔ آتش زا کہین تو بجا ہے۔ اور دوسرا جزو وہ ہے جو آگ اور بتی کو بجھا دیتا ہے

چنانچہ جب فانوس جس مین بتّی روشن ہے ڈھکا جاوے تو وہ جزو ہوا کا جو بتّی کو جلاتا ہی جلکر فنا ہو جائیگا
اور دوسرا جزو بجھانے والا رہجاویگا۔ وہ فوراً بتّی کو بجھا دیگا اس حالت مین اس کا نام آب زا ہونا انسب
ہے۔ ان دونون کی مناسبت ایسی ہے کہ نہ جزو اول تمام دنیا کو جلا سکتا ہے اور نہ جزو دوم کل کائنات
دنیوی کی حرارت بجھا کر بربادی پیدا کرسکتا ہے۔ اور جزو سوم زہریلی ہوا ہے جو حیوانات کے تنفس اور عام
چیزون کے گلنے سڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور نباتات کے کام آتی ہے۔ اور اسی طرح نباتات کا تنفس
حیوانات کے لئے مفید ہے۔ اگر جزو اول ہوا مین نہو تو عالم نامیہ نیست و نابود ہو جاوین۔ ہوا کی رفتار
کے سبب جو با قاعدہ اور بے قاعدہ ہے کیسے تیز طوفان خوفناک اوٹھتے ہین جس سے اشیاء کا پھینکا
جانا اور ٹوٹنا اور برباد ہونا ہوا کرتا ہے۔ اور با قاعدہ رفتار ہوا کی خط استوا کی گرمی کا اور بے قاعدہ
بالائی سطح زمین کی ناہمواری کا سبب ہے۔ اگرچہ یہ ناہمواری اوس کی درازی محیط اور کلانی کرہ کی نسبت
خیال کرنے سے ایسی نہین کہ کرویت مین فرق ڈالے۔ اسکے علاوہ ہوا مین بجلی کا اثر دہشتناک بہت
بڑا ہے سطح پانی اور اجسام نامیہ اور جاے نمناک سے جو بخارات اوٹھتے ہین اون مین سے کچھ ہوا
مین رہتے ہین اور کچھ برسا کرتے ہین۔ اور انھین بخارون کی فراہمی کو بادل کہتے ہین جو سورج کی شعاعون
کو زمین تک بخوبی گذرنے نہین دیتین۔ اور انھین بادلون مین بجلی نمودار ہوتی ہے اور اپنے عجیب و غریب کرشمے
دکھاتی ہے سورج کی شعاعین جیسے اب سطح ہوا مین گذر جاتی ہین ویسی زمانہ قدیم مین نہین گذرتی تھین
اسلئے اوس وقت تاریکی عام تھی۔ بلکہ جسقدر اون کا گذرنا سطح آب مین ہوتا ہے اوتنا بھی نتھا سطح
پانی مین اب اون کا کسی حد تک بدفعات کم ہوتے ہوئے گذرنا ہوا کرتا ہے۔ روشنی کا یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز
مصفّا ہو مثل آئینہ کے اوس سے پار ہو جاتی ہے۔ اور جو سطح مجلّے ہے اوس سے پار نہین ہوتی۔ مگر انعکاس
کرتی ہے اور سطح مکدر سے نہ تو پار ہوتی ہے نہ انعکاس ہوتا ہے۔ روشنی کی شعاع ایک خط سمجھی جاتی ہے
جو اجزاء صغار سے بنی ہوئی ہے جو کسی جسم منور بالذات سے نکلکر آنکھ تک آتی ہے۔ اجزاء نور کی چھوٹائی
اس سے ظاہر ہے کہ جو بالور کلان مین سے دیکھے جاتے ہین اون کے اجزاء خون اوس گول دانہ سے
جسکا قطر ایک [illegible] ان حصہ ہے جو چھوٹی مونگ کے دانہ کی برابر ہے*۔ اس قدر چھوٹے ہین
جسقدر وہ گول دانہ سارے کرہ زمین سے چھوٹا ہے۔ اور باینہمہ کوچکی اجزاء خون بہ نسبت دانہاے
نور کے ایسے بڑے ہین جیسے پہاڑ بمقابلہ ایک ذرہ کے۔ لیکن یہ بیان مطابق مذہب طلوع کے ہے
جس سے آخر کو روشنی معدوم ہو جاویگی۔ اور تاریکی عام پھیل جائیگی جو کہ مذہب طلوع ظہور قدرت الٰہی

* روشنی کے بارہ مین کئی خیال ہین منجملہ اون کے دو مذہب مشہور ہین ایک مذہب طلوع دوسرا مذہب تموج۔ ۱۲ *

کے مطابق نہین معلوم ہوئی۔ اسلیئے مذہب تموّج کے موجب شعاع روشنی کی ایک سلسلہ موجون سے جو
کسی جسم منوّر بالذات سے پیدا ہو کر آنکھ تک آتی ہے۔ بنی ہوئی سمجھی جاتی ہے۔ سب اجسام مین روشنی
ممتص ہوتی ہے کسی مین کم اور کسی مین زیادہ مصاف سمندر کے پانی مین ۵۰ فیٹ عمق پر روشنی آفتاب
کی صرف روشنی قمر کے برابر رہ جاتی ہے۔ اور روشنی آفتاب کی روشنی قمر سے ۹۰۰۰۰۰ حصّہ زیادہ ہے۔ پس
اگر ۹۰۰۰۰۰ بدرمون جو مل کر آسمان کو ڈھک لین تو چاندنی رات ۹۰۰۰۰۰ بدرون کے سبب دن
کی برابر ہو جاویگی۔ اجسام شفّاف اور غیر شفّاف اور نکمّے یا اس طرح سمجھین کہ اجسام ایک تو وہ ہین جن
مین سے روشنی دکھائی دیتی ہے۔ دوسرے وہ جن مین سے اجسام دکھائی دیتے ہین۔ تیسرے ایسی
ہین نہ اون مین سے روشنی نہ اجسام کوئی بھی نظر نہین آتا۔ جب ایک شعاع روشنی کے ایک وسط سے
دوسرے مین داخل ہوتی ہے۔ جیسے ہوا سے پانی مین تو دوسرے وسط مین پہونچکر اپنے راستے سے
متمائل ہو جاتی ہے اسکو انحراف الضوء یا انکسار الشعاع کہتے ہین۔ ایک خالی عمیق ظرف مین روپیہ
رکھو۔ اور اوس کے گرد ایسے کھڑے ہو کر روپیہ کا کچھ کنارہ نظر اوے پھر اوس مین پانی بھرو روپیہ سب
نظر آویگا۔ اسی سبب سے سورج قبل طلوع اور بعد غروب نظر آتا ہے اور اشیا اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی اور جیسی معلوم
ہوتی ہین۔ موجودات مین بے انتہا اقسام کے رنگ جو روشنی سے دکھائی دیتے ہین موجود ہین اگر ایک شعاع
روشنی کے مکعب شیشہ کے اضلاع محاذی مین ہو کر گذرے تو بغیر تبدیل کے نکل جاویگی۔ اور جو وہی شعاع
جسم مثلثی منشور مین ہو کر گذاری جاوے تو جو ضلع شعاع پر عمود ہے اوس مین شعاع منشور کے محور کلان کی جہت
جیسے ہے۔ ویسی پڑیگی۔ لیکن محور خورد کی جہت مین پھیلتی ہوئی نہایت روشن رنگی ہوئی شعاعین
نظر آوینگی یعنی سرخ۔ نارنجی۔ زرد۔ سبز۔ آسمانی۔ نیلا۔ ارغوانی۔ ان مین سرخ۔ زرد۔ آسمانی
اصلی ہین۔ نارنجی۔ سبز۔ نیلا۔ ارغوانی مرکب اصلی رنگون کی ترکیب سے سفید رنگ بنتا ہے منجملہ چھلکا
زمین کا ۳۰ میل بہت ہی کم جسامت کا بہ نسبت اندرونی رقیق مادّہ اور بیرونی سیّال مادّہ کے ہے
۵۰ فیٹ کے عمق پر ایک درجہ حرارت کا بڑھتا ہے ۲۵ گز ۱۷ گز ۲۰ ۷ گز ۷۲ ۹ گز عمق مین مختلف
کالون مین جو مختلف جگہ مین ہین یہ اندازہ صحیح پایا گیا ہے ۲۵ میل سے ۳۵ میل کی گہرائی تک جسقدر
اونچی پہاڑیان ہین قریب پانچ گنے کے زیادہ ہے تمام سخت چیزین سیّال حالت مین ہونگی۔ لہذا زمین کا چھلکا
انجماد ۳۰ میل سے زیادہ نہین۔ اگرچہ اس مین محققون نے اختلاف کیا ہے۔ کسی نے اس کا سبب
بیان کیا کہ نیچے کے طبقہ مین بہ نسبت متصل سطح زمین کے طبقے کے حرارت سستی سے بڑھتی ہے۔ لہذا خطوط
چھلکا قریب دو سو میل کے دلدار ہونا چاہیئے۔ کھینچنے بہ سبب انقلاب یعنی پیچھے ہٹنے دونون نقطون اعتدال

جو خط استوا اور خط منطقۃ البروج کے تقاطع ہونے سے ہوتے ہین جس کے رفتہ رفتہ محور زمین کے میلان کا رخ بدل جاتا ہے۔ پس جو ثوابت اہل سلف نے لکھے ہین اب وہ ٹھیک جگہ نہین ہین اس کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی روزانہ حرکت کے سبب سے خط استوا اور اوس کے اطراف مین مادہ ارضیہ کے اجزا بہت جمع ہوتے ہین اور آفتاب و ماہ اسی زیادتی مادہ کے باعث خط استوا کو بہ نسبت اور قطعات زمین کے کھینچتے ہین چنانچہ اگر کوئی ثابتہ کسی نقطہ اعتدال یا راس سرطان یا راس جدی کے ساتھ قران مین ہو اور آفتاب ان دونون کو ایک ہی وقت چھوڑ کر دورہ شروع کرے تو ضرور ہے کہ آفتاب اسی نقطہ اعتدال تک یا راس سرطان یا راس جدی تک ۲۰ دقیقے ½۷ ثانیے زمانی یا ۵۰ ثانیے مکانی اس سے پہلے پہونچے۔ کیونکہ نقطتی الاعتدال ہر برس ۵۰ ثانیہ مکانی پچھم طرف برخلاف سالانہ حرکت آفتاب کے پیچھے ہٹ جاتے ہین سو اور جب آفتاب اسی نقطہ اعتدال یا راس سرطان یا راس جدی تک پھر پہونچتا ہے تو سال شمسی تمام ہوتا ہے۔ اور جس وقت ثابتہ مذکور تک جاتا ہے اسکو سال کوکبی کہتے ہین سال شمسی کے ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۸ دقیقے ۵۱ ثانیے ہوتے ہین اور سال کوکبی ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے ۹ دقیقے ½۴ ثانیے کا ہوتا ہے پس کوکبی سال ۲۰ دقیقے ½۱۳ ثانیے سال شمسی سے اور ۹ دقیقے ½۴ ثانیے سال قیصری سے بڑا ہوتا ہے اور سال قیصری ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے کا ہوتا ہے اسی سے اہل فرنگ ایام کا حساب کرتے ہین چونکہ آفتاب تمام منطقۃ البروج کو جس مین ۳۶۰ درجے ہین ایک سال شمسی مین قطع کرتا ہے پس ظاہر ہے کہ ۵۹ دقیقے ۸ ثانیے ہر روز طے کرتا ہے اور ۵۰ ثانیے مکانی ۲۰ دقیقے ۷ ثانیے زمانی مین جاتا ہے سو جب آفتاب اسی نقطہ یا راس مذکور تک پہونچتا ہے تو ۵۰ ثانیے مکانی ثابتہ تک پہونچنے کو باقی رہجاتی ہین۔ پس اس صورت مین حساب کی رو سے نسبت ثوابت کے نقطتی الاعتدال اور آفتاب ۲۱۶۰ برس مین ۳۰ درجے پیچھے ہٹ جاتے ہین۔ اور اسی سبب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ثوابت بہ نسبت بروج کے آگے بڑھ گئے ہین۔ کیونکہ بروج تو بلحاظ اشکال بروج کے بحساب نقطتی الاعتدال کے ایک ہی جگہ ہٹے چلے جاتے ہین۔ پس ۳۶۰ درجے ہین ۲۵۹۲۰ برس چاہئین تب پھر بوضع سابق ثوابت معلوم ہون گے جو ستارے اب خط سرطان اور خط استوا اور خط جدی کے متوازی دوائر پر گھومتے ہوئے معلوم ہوتے ہین ۶۴۸۰ برس مین تغیر کا اثر آمد ہوت کے بعد اوسی قدر عرصہ مین اختلاط پاتے ہوئے ۲۵۹۲۰ برس کے بعد پھر اوضعین دائرون پر اسی قدر عرصہ مین گھومتے ہوئے نظر آئین گے۔ اسلئے ٹھوس چھلکا ۸۰۰ یا ایک ہزار میل کی موٹائی کا ضرور ہونا چاہئے اور کسی نے اس وجہ سے ایسا ظاہر کیا ہے کہ دریائے اٹلانٹک جس کا قطر ۶۰۰۰ میل ہے بغیر ۸۰۰

میل دلدار چھلکے کی مضبوطی کے قایم نہین رہ سکتا اور کسی نے انھین دلائل کی مطابقتون سے یہہ نتیجہ نکالا ہے
کہ منجمد اور غلیظ چھلکا زمین کا ۱۰۰ میل سے کم اور چھ سو میل سے زیادہ نہین ہو سکتا۔ اور یہہ جو بیان کیا گیا
کہ ۲۵ میل سے ۵۰ میل تک چھلکا ٹھوس ہے اس کی وجہ مدلل اور مبرہن بیان ہو چکی۔ اگر زمین کو نارنگی
خیال کرین اور درستی کے ساتھ کاغذ کی تہ اوس کی سطح پر لگا دین تو وہ تقریباً زمین کا اور اس ٹھوس
چھلکے کا جو زمین کے گرد محیط ہے اندازہ بتا سکتا ہے کہ کرہ زمین کا قطر ۷۹۱۲ میل اور نصف قطر ۳۹۵۶
میل اور ٹھوس چھلکا قریب ۳۰ میل کے سطح ہے جو ۱/۲۶۴ کل قطر کا اور ۱/۱۳۲ نصف قطر کا ہوا سو یہی اندازہ
ٹھیک اور درست ہے اور جس عرصہ مین کہ ہوائیہ محرور گولہ سرد ہو کر سمٹا اور زمین بنا اوس عرصہ کا اندازہ
کرنا غیر ممکن ہے۔ اسی طرح اندرونی آتشین دریا کا جزر و مد اور اوس کے سبب سے گھٹاؤ اور بڑھاؤ اور
پہاڑون اور غارون کا ہونا اور چاند سورج کی کشش کے نتیجے ایسے اہم امور ہین کہ اون کا ادراک نہایت
درجہ مشکل ہے۔ سیال اشیاء گرمیات کی سیلاب منجمد سطح زمین مین بڑے بڑے شگاف ڈالکر سوراخ کر دیتی
ہین اور یہان دریدہ شگافون سے پتھرون کے رقیق مادون کی لہرین نکلتی رہتی ہین اور باہر آکر ٹھنڈی ہو ہو کر
پتھر کی شکل مین منجمد ہو جاتی ہین۔ پہاڑون کا بننا اسی طرح ہوا اور کئی طرح کی معدنیات
انھین شگافون سے باہر آئین اندرونی پرانی چٹانون کے آرپار ہونے سے [illegible]
وغیرہ کا نمود ہے۔ بہت سے شگاف سیدھے ہون یا ترچھے اوسی سیال مادہ کے ابھرنے سے جو سطح تک
نہین پہونچتا اوس کے بھر جانے سے بند ہو جانے کے سبب ہوتے ہین اور سطح تک نہ پہونچنے کے سبب
وہان گڑھا ہو جاتا ہے۔ لیکن یہہ ایسا زور آور نہین ہوتا کہ اپنا راستہ زبردستی سے بنا سکے اور بعض حالت
مین اوسی سیال مادہ کے سکڑ جانے سے غار بن جاتے ہین شروع کائنات مین سطح زمین اونچی نیچی
نشیب و فراز کے ساتھ سمٹی ہوئی اور شگاف دار تھی جس قدر انجماد ہوتا گیا اوس کی خشک اور گرم سطح زیادہ
پھیلاؤ سے بھر بھری ہو کر شگافون اور چھیدون مین داخل ہوتی گئی۔ بھاپ کی حالت مین اوس
بے انتہا پانی کے ڈھیر کو جو ہوائیہ سیال حالت مین تھا جسکو درحقیقت اوبلتے ہوئے پانی کی بوند
سمجھنا چاہیئے وہی ہوا کے دباو سے سمندر بنا جب ابتدا مین پانی کسی قدر سرد ہو کر زمین پر پڑتا
تھا تو بھاپ سے تبدیل ہو کر ہوا مین بلند ہو جاتا تھا۔ اور پھر گر پڑتا تھا۔ جہان تک کہ سطح زمین مناسب
سردی کی حالت مین نہ آگیا۔ یہی حالت رہی کسلئے کہ گرم سطح پانی کو جلدی بھاپ بنا دیتا تھا مگر سردی
نے اوسی کو زمین پر فراہمی سے قرار دیا۔ اب حرارت سورج کی جبکہ اوس کی شعاع سیدھی پڑنے
سے زیادہ ہوتی ہے تب بھی بھاپ کثرت سے چڑھتی ہے اور بارش ہو کر [illegible] جاتی ہے۔ زمین کا

محور اوسکے مدار پر ترچھے ہونے سے شعاعون کا سیدھا اور ترچھا پڑنا سطح زمین پر ہوتا ہے۔ اس سبب سے
بہار اور گرمی اور خزان اور سردی کے موسم بدلتے رہتے ہین۔ سو گرمی مین زیادہ اور سردی مین کم بھاپ
اوٹھتی ہے۔ بلکہ ایسا کبھی نہین ہوتا کہ زمین سے بھاپ اوٹھکر ہوا مین نہ جاوے۔ بھاپ علاوہ پانی کے
سطح کے تمام عالم نامیہ سے خارج ہوتی ہے۔ سطح پانی اور سبزہ زار پر سردیون مین دھوان اوٹھتا ہوا
دیکھتے ہین وہ بھاپ ہی ہے جو سردی کے سبب انفصالی حال مین دھوئین کی مانند نظر آتی ہے۔ اور
گرمیون مین پھیلاؤ سے نہین دکھائی دیتی جیسے سردیون مین اپنے منھ سے آدمی بھاپ نکلتے دیکھتے ہین
اور گرمیون مین نظر نہین آتی۔ تمام چیزون کو سیّال اور ہوائیہ کرنا حرارت کا کام ہے۔ جسکے سبب سے
بڑے بڑے ڈھیر پانی کے بھاپ ہو جاتے ہین۔ اونھین سببون سے کس زور شور سے بادل گرجتا ہے
بجلی چمکتی ہے۔ اور موسلا دھار پانی برساکرتا ہے اور پانی اور بجلی کی کس شان سے لڑائی ہوتی ہے
جس سے پانی کی فتحیابی سمجھی جاتی ہے۔ پانی قریب تین چوتھائی کے محیط زمین ہے اور قریب ایک چوتھائی
کے خشکی نمایان ہے۔ لیکن بخارات کا اوٹھکر ہوا مین جانا اور بادل ہوکر برسنا اس سے پانی کا تمام
سطح پر محیط ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ پانی کے وزن سے ۱/۸۴۱ حصہ کم ہوا کا وزن ہے اور ہوا کا دباؤ ایک انچہ
مربع پر ساڑھے سات سیر ہے۔ ہوا کی بلندی ۴۵ میل سے زیادہ نہین یہ حد وہین ہوگی جہان
قوائے جاذبہ المرکز اور متنفر المرکز آپس مین موازن ہون۔ ہوا کے وسیلے سے آواز ہر جگہہ پہونچتی ہے۔ آواز
کی رفتار ایک ثانیہ مین ۱۱۳۰ فیٹ ہے۔ قیاس اس بات کا مقتضی تھا کہ تمام و کمال سطح زمین پانی سے
ڈھکی رہے اور کہین سے زمین برآمد نہو اور فی الحقیقت ایسا ہی تھا۔ تقریباً ربع مکشوف تو درکنار ربع
درجہ بھی منجملہ ۳۶۰ درجہ زمین کے کہین ظاہر نہ تھا اور ایسی ترتیب تھی کہ یہہ کرۂ خاکی پانی سے
اور پانی ہوا سے محیط تھا۔ لیکن اندرونی دریائے آتشین کے جزر و مد سے اس منجمد سطح مین شگاف ہو
اوس سے رقیق مادہ نکل کر سردی سے جمتے جانے کے باعث اس ترتیب مین خلل آگیا۔ اس مین بھی شک
نہین ہے۔ کہ قدیم زمانہ مین کیمیائی کارروائیون کی ترتیب و ترکیب اشیاء کی جیسی کثرت تھی اب ویسی
نہین بلکہ اوسی انداز سے اب اوس کی قلت ہے۔ جبکہ تہوری گہرائی پر حرارت غایت درجہ زیادہ تھی۔
جوابِ ویسی نہین ہے۔ زمین منجمد کا چھلکا کئی تبدیل شدہ حصون مین مرکب ہے مفردات سے مرکبات
بنے پھر اون مرکبات کی آمیزشون سے دوسرے مرکبات کا ظہور ہوا۔ یہ از خلاف قیاس نہین کہ جب ہوائیہ
گرم کرۂ فضائے بسیط کائنات مین وسعت کے ساتھ پھیلا ہوا تھا پھر منجمد ہونے لگا تو جسقدر سطحے منجمد
ہوتے جاتے تھے اوسکو اندرونی سیّال رقیق مادہ ہمیشہ حرکت مین رکھتا تھا۔ اور شگافون سے برباد کرتا

رہتا تھا حالانکہ وہ سطح جو کہ بھی گرم تھا اور چنداں منجمد نہ تھا اور جو سمندر ون سے گھرا ہوا تھا وہ پانی بھی
گرم اور گن رہا تھا جو بھاپ ہوکر بلند ہوتا اور ہوا مین نہ ٹھیر نے سے گرتا رہتا تھا اور سطح کی بھی گرمی
قریب قریب پگھلتے ہوئے مادہ کے تھی غیر معلوم عرصہ کے بعد جب ایسی حالت ہوئی کہ سطح زمین
زیادہ سطر ہوکر چنداں گرم نہ رہا۔ اور پانی نے بھی بھاپ بننے اور برسنے مین کچھ قرار پکڑا اور اندرون
دریائے آتشین کی موجوں نے کرہ منجمد کی پوری گولائی نہ رکھی اور پہاڑ غار ہونے سے قریب قریب
سکون کے منکشف ہوا اوس وقت بھی منطقہ حارہ ایسا گرم رہا جسکے سبب سے وہاں کی زمین بھی ویسی
ہی سخت گرمی سے اوسی درجہ متاثر تھی جو قابل آبادی اجسام نامیہ کے نہ تھی۔ اور معلوم ہوتا ہے
کہ جیسی اب گرمی منطقہ مذکورہ پر ہے اوس سے سوا قطبون پر تھی۔ جہاں اجسام نامیہ کے ہونے کے
نشانات پائے جاتے ہین۔ اور جہاں اب سردی کے سبب اون کی کمی بلکہ نیستی ہے۔ جبکہ
خط استوا کی حالت اوس گرمی سے سردی مین اس درجہ تک آئی کہ عالم نامیہ وہاں آباد ہوسکین
تب قطبین پر اوس کے بالعرض ترچھی ہونے شعاعون سے ایسی سردی ہوئی کہ عالم نامیہ کی آبادی ہی
کسی وقت مین منطقۂ حارہ غیر آباد رہا اور قطبین پر آبادی تھی۔ اب قطبین غیر آباد ہین اور منطقہ
حارہ آباد ہے۔ یہ بات کہ منطقہ حارہ مین اس درجہ کی گرمی اور قطبین پر سردی ہے ایسی
حالت زمین کے محور کا اوس کے مدار پر ترچھے ہونے کے سبب سے ہے کما لا یخفٰی اور اب بھی باوجود
ایسی حالت کے اندرونی دریائے آتشین کی موجین طوفان خیز ہین اوسکے سبب سے کرہ زمین پر کم
و بیش تبدیلیاں ہوتی رہتی ہین اور یہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ جہاں اب دریا ہین وہاں دریا ہی رہین
گے اور جہاں خشکی ہے وہاں خشکی۔ اور جو حالت کرہ زمین کی ہے وہی رہیگی۔ بلکہ جہاں پہاڑ ہین وہان
غار جہاں دریا ہین وہاں خشکی اور جہاں خشکی ہے وہاں دریا اور جہاں غار ہے وہاں پہاڑ۔ اور جہاں
ویرانی ہے وہاں آبادی۔ اور جہاں آبادی ہے وہاں ویرانی اور جہاں آتش فشاں پہاڑ ہین وہ
سرد اور جو سرد ہین وہ آتش فشاں پہاڑ ہوجاوین گے اور ہوتے رہین گے۔ اور قطبین پر پہلے آبادی
کا ہونا اور منطقۂ حارہ پر نہ ہونا اور پھر اوسکے پیچھے منطقۂ حارہ مین ہونا اور قطبین پر نہ ہونا یہ انقلاب
بھی ظاہر ہے۔ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ حرارت سورج کی گھٹاؤ پر ہے۔ یا تو اس سبب سے
کہ وہ حصہ فضا کا جس مین نظام شمسی اب دورہ کرتا ہے سابق کی فضا سے زیادہ سرد ہے
یا آفتاب کی حرارت زمانہ بزمانہ کم ہوتی جاتی ہے۔ اگر یہ بات تسلیم کیجاوے تو بعد فنا ہوجانے حرارت آفتاب کے
بالکل عالم نامیہ کا انعدام ہوجاویگا یا خالق خود اپنی قدرت سے اوسکو از سر نو پیدا کریگا یا کوئی ایسی

طاقت بناو لگا جسکے وسیلہ سے وہ پھر پیدا ہوجاوے تاکہ اجسام نامیہ کا انعدام ہو سبب اِلی کرہ کی محوری گردش سے محیط کا برآمد ہونا اور قطبین کا دبنا مسئلے سے جس تاثیر کو زمین نے بھی قبول کیا ہے۔ اگرچہ حالت ہوتی تو بسبب گردش محوری کے خط استوا کی سطح سمندر سے ڈھکی رہتی اور قطبین خشکی ہوتی زمین کا سطح منجمد ابتدا مین ۱۳ میل کے انداز پر نہ تھا بہت ہی کم تھا۔ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا جو اب ۱۳ میل کے قریب ہے اس کا بیرونی اور اندرونی سطح جس طرح منجمد ہونے لگا اوسی طریق سے ترقی پذیر ہوتے ہوئے اس حالت مین آیا اور اوسکو اس وقت تک قرار نصیب نہوا۔ جبتک کہ اس قدر دل اچھلکا نہ ... پیدا کیا دباؤ اور اوبلتی ہوئی رقیق چیزون کا اضطراب جنسے وہ محیط کھتا نہ گھٹا۔ قدرتی قاعدے اس امر کے لیے اوسکے متحرک بتدریج ہوتے گئے غرضکہ ایک تو اندرونی سمندر کی موجین بہت سی بے ترتیبین اور شگافون کے کرنے مین کامیاب ہوگئین اور دوسرے سرد ہونے کے سبب مادہ منجمدہ سے زمین کی شگافین اور سطحین اکثر ہموار ہوتی رہین۔ ان ہلچلون کے اخیر نتائج یہ ہوئے کہ کرہ زمین قابل آبادی ہوا چنانچہ ان کے نشان سطح زمین پر موجود ہین۔ خاصکر کہین کہین پرانی چٹانون کے شگاف جو پھٹنے سے متحقق ہوگئے ہین اوسکے شاہد حال ہین

فصل دوم در ظہور عالم نامیہ

یعنی نباتات و حیوانات کے بیان مین

قدیم زمانہ کی ابتری طوفان اور بدنظمی اور اون عنصرون اور دھاتون کی قوت آزمائی کے بعد قدرت نے اپنے تئین ایک شاندار حالت مین قرار کے ساتھ جمع کیا اور عالم نامیہ کے ظہور کا باعث ہوئی زمانہ قدیم سے حرارت اسقدر زیادہ تھی کہ عالم نامیہ کا ظہور مشکل بلکہ غیر ممکن تھا۔ اور سطح زمین تاریکی سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اور ہوا مختلف قسم کی بھاپون سے ایسی بھری ہوئی تھی کہ سورج کی شعاعین اوسکی غلاظت مین سے پار ہونے کی قوت نہ رکھتی تھین۔ ایسے گرم سطح پر اور ایسی گرم سخت تاریکی سے مخلوقات نامیہ اس پر خلق نہ ہوسکتی تھی۔ کوئی درخت اور کوئی جانور اوس وقت زمین پر آباد نہ تھا۔ ایک طرف سے یہ کرہ بتدریج سرد ہونے لگا اور دوسری طرف سے دوامی بارشین اوس کی ہوا سے محیط کو صاف اور نالص کرنے لگین۔ اور ہوا کے صاف ہونے سے زمین کی سطح سے تاریکی کا کم ہونا اور شعاعون کے پہونچنے سے روشنی کا ظہور ہوتا رہا۔ اور رفتہ رفتہ روشنی کے ہونے کے سبب سے جو اسباب زندگانی معدوم تھے اب صاف روشنی کے پہونچنے سے اوس کا اثر ظاہر ہونے لگا خاص منفذین حرارت کی دو ہین اول آفتاب دوم اندرونی حصہ زمین کا دریائے آتشین پہلا زمین کے سطح پر حرارت پیدا کرتا ہے اور دوسرا

آتش فشان پہاڑون اور فوتون کا حادثہ ہے۔ اس دوسرے کو عالم نامیہ کے نمو سے کچھہ تعلق نہین عالم نامیہ کا تعلق اوّل قسم کی حرارت یعنی آفتاب سے ہے۔ اور یہہ ظاہر ہے کہ سب سے بڑا جسم جس سے حرارت طلوع ہوتی ہے۔ آفتاب ہے دوسرا جسم کوئی نہین جب اوس کی روشنی سطح زمین پر نہ آتی تھی تو فطرت بغیر زندگی کے تھی۔ گویا وہ بیجان یا مُردہ تھی۔ روشنی کے پہونچنے سے قدرت نے انتظام عالم نامیہ کا ایسے وقت مین شروع کیا جبکہ برّ اعظم اور سمندر مناسب حد پر آرہے تھے اور زمین کا اضطراب اور اوس کے شگاف اور آتش فشان پہاڑون سے نشیب و فراز بہت ہی کم ہوگئے تھے۔ کیسلئے کہ ان حادثات سے سخت آفتین واقع ہوتی ہین جو عدم انتظام عالم نامیہ ہین اوسی وقت چند قسم کی نباتات پیدا ہوئین اور سطح زمین کو آراستہ کرنی لگین اور اون کے بعد دوسری قسم کے نباتات درجہ بدرجہ زیادہ انتظامی حالت بین پیدا ہونی لگین۔ اِس پیدایش کے آخر مین حیوانات کی چند قسمین پیدا ہوئین۔ پھر دوسری نسل والے بہ نسبت سابقین کے عمدہ درستی کی وضع مین مخلوق ہونے لگے۔ اور پانی اور ہوا مین بھی طرح طرح کے جانور پیدا ہونے شروع ہوے ان کے آخر مین انسان اعلے طاقت کے ساتھہ زمین پر ظاہر ہوا۔ انسان عقل کا پتلا ہے جسکو پہلی خلقت کے پیچھے نئے زمانہ کے لئے قدرت نے بنایا وہ اقسام حیوانات سے سب باتون مین سبقت لیگیا اول درخت ہوئے پھر حیوانات کا ظہور ہوا نامیہ کی جو یہ ترتیب بیان کی گئی ہے۔ قیاس سے درست معلوم ہوتی ہے۔ بہت پرانے دریاؤن کی تلچھٹ مین اور اندرونی سطح منجمد زمین مین وہ نباتات اور حیوانات کے دھانچے ملتے ہین جو اِس کرہ پر آباد تھے۔ اور اب نہین ہین۔ قدیم زمانہ مین نباتات بہ نسبت حیوانات کے زیادہ اور موجودہ حالت سے مختلف طور کے تھے۔ ابتدا مین حیوانات بھی کم تھے۔ اور وہ بھی موجودہ حیوانات سے مختلف تھے۔ رفتہ رفتہ پھر حیوانات کی مانند نباتات کی کثرت ہوگئی ازان بعد انسان ہوے۔ اور یہی امر اس کا خواستگار ہے کہ نباتات پہلے ہوے اور حیوانات بعدازان ہوتے گئے۔ اس صورت مین پہلا زمانہ نباتات کا دوسرا حیوانات کا تیسرا انسانون کا مفہوم ہوتا ہے نباتات کی بناوٹ متخلخل ہے۔ اون کے ذرّے اون ڈھیلے اجزا اون سے بنے ہین جو ہوا سے بہت جلد متاثر ہوتے ہین۔ اسی سبب سے درختون کی جلدی سے بربادی ہوتی ہے اور وہ آیندہ کے لئے اپنا نشان باقی نہین رکھتے۔ اور اِس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ مین جو بہت قسم کے درخت موجود تھے اُن کے اب کچھ نشان باقی نہین ہین۔ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ سطح زمین پانی سے ڈھکا ہوا تھا اور یہ وہی زمانہ ہے جبکہ زندگانی کا ظہور ہوا جب پانی کامل طور سے سرد ہوا تب نسل انسان پیدا ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ

ترقی کر دی گئی۔ اور اس کی ترقی سے پھر کئی قسم کے نباتات اور جاندار ظاہر ہوئے۔ نباتات اور حیوانات اور انسان کے لئے ضرور ہے کہ جب ہوا صاف ہو جاوے اور سورج اپنی کرنون کو ہوا کی صفائی سے انتشار کے ساتھ پھیلانے لگے کہ جو مقابل آفتاب کے نہو وہان بھی اوسکے ذریعے سے روشنی پہونچے۔ اگر ایسا نہوتا تو بہت سے قسم کے نباتات اور حیوانات ہر زمانہ مین موجود نہوتے۔ شعاعین بخط مستقیم پھیلتی ہین اگر ہوا نہوتی تو ہم اوسی حالت مین روشنی پاتے جبکہ آفتاب کے مقابل ہوتے۔ اور جب مقابل نہوتے تو باوجود روز روشن ہونے کے ہم ہمیشہ سخت تاریکی مین رہتے۔ جیسا مکانون کے اندر دن کو ہوا کی بدولت اوجالا پاتے ہین اور سب کام کرتے ہین۔ برخلاف اوسکے مثل شب تاریک کے کچھہ نہ کر سکتے اور نہ ہاتھہ سے ہاتھہ دکھائی دیتا۔ زمانہ قدیم کے عالم نامیہ کے نشانات اور ڈھانچون کے علاوہ مونگا بھی اپنا پتہ دیتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ابتک قدیم زمانہ سے ہے۔ انسان کی پیدائش زمانہ آدم علیہ السلام سے پہلے ہوئی اور قرین قیاس ہے کہ ابتدا مین اجسام نامیہ چھوٹے ہون اور پھر رفتہ رفتہ اون کا بڑا ہونا یعنی خوردی سے بزرگی مین آنا لازم ہوا۔ اور پھر انحطاط یعنی کمی کی حالت کسی آئندہ زمانہ کے آخر تک ہوتی جاوے۔ پس نباتات اول مین چھوٹے تھے پھر زمانہ دراز کے بعد بڑھتے گئے۔ بڑھنے سے یہہ مراد نہین کہ جسقدر نباتات چھوٹے تھے سب بڑے ہوکر طول و عرض مین بڑ اور پیپل کی مانند ہوگئے۔ بلکہ اس سے یہ سمجھنا چاہیے کہ بعض طوالت مین بڑے ہوئے لیکن اکثر کی کلانی اون کی جسامت کی حالت سے بڑھتی رہی جیسا کہ منطقہ حارہ پہلے غیر آباد تھا پھر وہان روئیدگی ہوئی اور یہانتک ترقی ہوئی کہ اب وہان بڑے بڑے درخت پائے جاتے ہین برخلاف منطقہ معتدلہ کے کہ وہان چھوٹے قد کے ہوتے ہین۔ اور منطقہ حارہ مین نہایت ہی چھوٹے ملتے ہین۔ اور قطب پر بالکل نہین ہوتے جیسے کہ پہلے قطب پر شروع مین نباتات پیدا ہوئین پھر گھٹنے لگین اور چھوٹی ہوتی گئین یہانتک کہ اب نباتات وہان بالکل نہین۔ یہہ حالتین علاوہ سردی گرمی کے اثر کے عام طور سے دیکھی جاوین تو کل عالم نامیہ بلکہ کل اجسام مین پائی جاوینگی اس ظاہری تبدیلی نے ہر زمانہ کی نباتات مین فرق دکھایا ہے مثلاً ایک زمانہ مین درخت ہے دوسرے زمانہ مین وہ درخت ہو بہو اوسی شکل و صورت کا نرہا بلکہ اوس مین ظاہری فرق آگیا۔ اگرچہ نباتات کی اصلی بناوٹ مین دونون شریک ہین۔ اور نباتات کے لئے ایسے کئی زمانہ گذر گئے ہین جیسے اول زمانہ مین دوب پھر گھانس پھر چھوٹی قسم کی جھاڑی پھر ریشہ دار پھر مثل بارہ سنگون کے پھر سینگون شاخدار کے پھر بلند پھر مثل تاڑ اور سرو کے پھر مثل بڑ اور پیپل کے ہوتی گئی۔ لیکن جن درختون کا نام لیا گیا وہ ویسے نہ تھے جن کی صورتین اور ہی طرح کی تھین۔ موجودہ درختون اور اون کی ٹہنیون اور پتیون سے انکو کچھ نسبت نہین

ان مین جو چھوٹی بناوٹ کے تھے وہ چھوٹی ہی رہے۔ مگر چھوٹی حالت مین اون کی مضبوطی اور پھیلاؤ کو اختلاف
کے ساتھ ترقی ہوئی۔ جیسے موجودہ زمانہ مین چھوٹی روئیدگی اور بڑا درخت اپنی اپنی بناوٹ کی حالت مین
موجود ہے۔ یہہ حالت کئی زمانہ گذرنے اور بہت سے انقلابات کے بعد ہوئی۔ اور ہر زمانہ کی روئیدگی مین
برابر کم و بیش فرق ہوتا رہا۔ اگرچہ بعض روئیدگیان شاذ و نادر ایسی بھی ہین جو دوسرے زمانون مین
اگلے زمانہ کی یادگار رہی ہین۔ جب کہ نباتات پیدا نہ ہوئی تھی اوس زمانہ مین اگرچہ نباتات نہ تھے
لیکن زمین کے اندرونی دریاے آتشین کی موجون نے شگافون سے جو سطح پر خروج کیا تو اون
کی صورتین بعض جگہہ ایسی ہین جو نباتات سے مشابہہ ہین۔ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ قدرت کی آمادگی
اجسام نامیہ کی پیدائش پر مستعد تھی چنانچہ جب گندلے پانی کی ہر وقت کی بارش موقوف ہوئی
اور سطح زمین سورج کی روشنی سے منور ہوا تب نباتات نے ظہور کیا جس طرح بہت سے مقامات مین خاص
اندرونی طبقات زمین مین نباتات کے ڈھانچون کے نقش و نگار ملتے ہین ویسے ہی زمین کی درزین
بھی ملتی ہین جن مین لاوا شریان کے طور پر بھرا ہوا ہے جنکے نشانون مین فرق نہایت کم معلوم ہوتا
ہے۔ جب نباتات کا زمانہ ہوا تو ہر زمانہ کے نباتات عجیب و غریب پیدا ہوتی گئین اور بعض انہی ایک
وجود سے دوسرے وجود کے سبب ٹھیری۔ اس کے بعد جب حیوانات کا زمانہ آیا تو زمین کی سطح عمدہ
حالت سے مکشوف تھی۔ روشنی نہایت صاف تھی کس لئے کہ ہوا کی صفائی نے اوسکو خوب صاف
کر دیا تہا اور نباتات کے گلنے سے زمین مین عمدہ قوت تولید بھی آگئی تھی اور نباتات کا زمانہ انتہائی
ترقی پر تھا۔ اس حالت مین حیوانات پیدا ہوئے۔ اُن کی پیدائش بھی ایسی ہی ہوئی جیسے نباتا
کی یعنی پہلے چھوٹے پھر بڑے پھر ہر زمانہ کے گذرنے پر اون سے زیادہ بڑے ہوتے گئے اور
جیسے قدیم زمانہ مین نباتات کی شروع مین قلت تھی پھر ہر زمانہ مین بڑھتی گئی۔ اسی طرح حیوانات
بھی شروع مین نہایت کم تھے پہر بڑھتے گئے۔ اور ہر زمانہ کے نباتات کی مانند حیوانات بھی مختلف
تھے۔ اگرچہ ظاہری صورت مین اختلاف تھا مگر اصلی بناوٹ کے قاعدون مین اتحاد پایا جاتا ہے۔
نباتات اور حیوانات دونون زندگی رکھتے ہین یعنی دونون جاندار ہین۔ مگر دونون کی بناوٹ مین
کچھ فرق ہے بڑا فرق یہہ ہے کہ نباتات کے معدہ نہین ہوتا اور حیوانات کے معدہ ہوتا ہے۔ یعنی
وہ جگہہ جہان غذا ہضم ہوتی ہے۔ نباتات اپنے جسم سے عموماً اور جڑ سے خصوصاً غذا جذب کرتے ہین
اور مثل حیوانون کے بذریعہ تنفس جذب منفعت اور دفع مضرت سے تر و تازہ رہتے ہین۔ دونون کی غذا
کا خلاصہ جذب انابیب شعری کے وسیلہ سے تمام جگہہ جسم مین پہونچ جاتا ہے اور دوسری نباتات نقل مکانی نہین

کرتے۔ اور حیوانات کو یہہ قدرت حاصل ہے۔ لہذا ان دونون کے بیچ مین کوئی خلقت ایسی ہونی چاہئے جو درمیانی واسطہ سمجھی جاوے اور تیسری خلقت مین شمار ہو چنانچہ ایسی مخلوق جن کو زوفی کہتے ہین موجود ہے یہ وہ عالم نامیہ مین سے ہین جو دونون مین شریک ہین اور اون کی تشریح نہایت درجہ دقیق عجائبات سے حیرت دکھلاتی ہے۔ بہت سی نباتات حیوانات سے مشابہ ہین حیوانات کی ادنیٰ جماعت پودون سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔ بعض پودے نہایت درجہ کثیر الحس ہوتے ہین جیسے چھوئی موئی کا درخت اور بعض سمندر کے کنارون کے پودون مین حرکت بھی دکھائی دیتی ہے۔ اور جیسا ادنیٰ کے نشانون اور نباتات کے ڈھانچون سے بمشکل تمیز ہوتی ہے اسی طرح نباتات اور حیوانات کا حال ہے اول حیوانات ایسے پیدا ہوئے جو نباتات کی مانند تھے پھر جیسا زمانہ گذرتا گیا اون کی حالتین دوسرے طور سے مکمل ہوتی گئین۔ جو نباتات سے مغائرت پیدا کرنے لگین۔ ابتدائی حیوانات کی شکلین جڑون اور پتون سے مشابہ تھین پھر حلقون کی مانند گول یا مخروطی یا بیضاوی پھر مثل ناقوس یا گاجر کے پھر اون روئیدگیون کی مانند جو چھوٹی چھوٹی چند شاخین رکھتی ہین۔ یا مانند کیسون کے ہین پھر مانند کیکڑون یا گھونگھون یا بچھوؤن کی۔ پھر مانند مچھلیون کے یا ناقور کے پھر مانند چھپکلی یا گرگٹ یا جھاوے کے۔ پھر مانند گملون کے۔ اور پھر بعض مانند پھولون اور پھلون کے۔ پھر کچھ مگرمچھ اور کتے اور ابطہ پھر بعض پرندون کی ہمشکل پھر ساہیون پھر گینڈے اور کچھ اونٹ کی پھر ہاتھی کی کچھ ہمشکل پھر بندرون یا بارہ سینگون یا کچھ اور شتر مرغ اور گاے کے مشابہ پیدا ہوے جن چیزون کا نام لیا گیا ان سے وہ ہمشکل نہ تھے بالکل غیر صورت مین تھے۔ یہہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے کہ بغیر امتزاج تخم مذکر و مونث کے اجسام نامیہ کی پیدائش نہین ہوتی جیسے حیوانات مذکر و مونث ہین اسی طرح نباتات بھی ہین حیوانات جس طرح نقل مکانی کر کے تخم رسانی کا سبب ہوتے ہین اس طرح اگرچہ نباتات نقل مکانی نہین کرتے مگر ہوا یا پرندون یا کیڑون کے وسیلے سے جو پھولون پر بیٹھتے ہین مذکر کا تخم مونث مین پہونچاتے ہین تب پیدائش ہوتی ہے۔ اگر کوئی درخت نہ مذکر ہو نہ مونث بلکہ مثل بعض حیوانات مخنث کے ہو اوس سے کچھ پیدائش نہین ہوتی۔ اسلئے تخم کا ہونا ضرور ہے پس جبکہ اول تخم نہ تھا اور نہ اوس کی تربیت کی کوئی خاص جگہہ تھی تو کس طرح درخت اور حیوان پیدا ہوئے۔ اور ذی روح مادہ غیر ذی روح مادہ سے بنایا ذی روح ہی سے پیدا ہوا۔ اس خیال کی اصلاح اس سے ہو سکتی ہے کہ کسی تخم کی اگر کیمیاوی جانچ کی جاوے تو وہ عنصرون سے ترکیب یافتہ پائی جاویگی پس کسی بیج کا عنصرون سے بنانا۔ اور اوسکے موافق زمان و مکان اوسی پرورش کے قاعدہ کے ساتھہ عطا کرنا قدرت کو نہایت سہل ہے اور جب

اوس سے کسی عالم نامیہ کا ظہور ہوا تو پھر اوسکے امتزاج سے دوسرے کا بننا ایک فطرتی طریقہ ہے۔ بعض حالات مین جاندار اشیاء کا فقط جانداروں سے پیدا ہونا کہتے ہین۔ اور یہ تجربہ پیش کرتے ہین کہ گوشت کا شوربا دو شیشے کی نلیون مین بھر کر ایک نلی کو جیسی ہے ویسی ہی کھلے منہ چھوڑ دو اور دوسری کا منہہ پگھلا کر بند کر دو کچھ عرصہ کے بعد یہ معلوم ہوگا کہ کھلے ہوئے منہہ والی نلی مین کیڑے پیدا ہوگئے۔ اور دوسری منہہ بند نلی مین کچھ پیدا نہوگا۔ کیونکہ ہوا مین جو بیشمار کیڑے ہین وہ شوربے مین داخل نہوسکین گے۔ اون کا ایسا کہنا اور ایسا تجربہ پیش کرنا محدود خیال پر مبنی ہے۔ کیونکہ ظہور آغاز کائنات مین ذی روح کا نباتات سے پیدا ہونا ہوا جسکے لئے حال کا تجربہ ناتمام ہے۔ دوسرے اسی نمونہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ جب شوربا دونون نلیون مین داخل کیا گیا اوسوقت ہوا کے بہت سے جانور شوربے مین شامل ہوگئے تھے لیکن ایک مین کیڑون کا ہوجاتا اور دوسری مین نہونا کس طرح تسلیم کیا جاوے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ منہہ بند کرنیکی حالت مین پگھلانیکی گرمی سے کیڑے مرگئے تو یہہ دلیل بھی لمبی نلی مین زیادہ مقدار شوربے کے گرم نہونے سے ویسی مضبوط نہین جیسی کہ چاہئے۔ اور تجربہ سے ایسی حالتون کا مشاہدہ ہونا کئی دوسرے سببون کا باعث ہوسکتا ہے۔ اور زمانہ حال ہی مین یہ بات اچھی طرح دیکھی گئی ہے کہ بہت سے درختون اور اون کے پھلون مین جہان ظاہر ہوا کا جانا نہین پایا جاتا کثرت سے کیڑے مکوڑے اون مین موجود ہین یہانتک کہ روئیدگی کے اندر جانور کیڑے مکوڑے اور جانورون کے کیڑے مکوڑون کے اندر روئیدگی۔ اسی طرح روئیدگی کے اندر روئیدگی اور جانورون کے اندر جانور بلکہ جانورون کے اندر جو جانور ہین پھر اوسکے اندر جانور یا روئیدگی اور روئیدگی کے اندر جو روئیدگی ہے پھر اوسکے اندر روئیدگی یا جانور اور اسی طرح جانورون کے اندر روئیدگی پھر اوس روئیدگی کے اندر جانور یا روئیدگی کے اندر جانور اور اون کے اندر روئیدگی پائی جاتی ہے۔ نباتات کی اقسام مین سے ایک نوع کی کتنی شکلین موجود ہین۔ اسی طرح ایک جنس حیوانات کی نوع کی کئی صورتین ہین۔ ریاحین اور گلاب اور گیندے وغیرہم بہت سے اقسام کے اور شیر اور گھوڑے اور کتے وغیرہم ایک ایک نوع مین بہت سے اقسام کے دیکھے جاتے ہین اس صورت مین تخم کا عنصرون سے بننا اور باعتبار زمان اور مکان اور آمیزش کسی شی کا اپنی صورتین نئے پیرایہ مین قبول کرتے جانا ایک امر آشکارا

فصل تیسری انسان کی ہستی مین

نباتات اور حیوانات کے کئی زمانہ جنکے درمیان دراز عرصہ تھا اوسکے گذرنے کے بعد جبکہ زمین کی سطح منکشف یعنی نباتات اور حیوانات سے آباد تھی اور قدرت نے اوسکو فطرتی رونق پر بہار نشوونما دے

دکھتی تھی اور شاخین برگ و بار قدرتی بہار دکھا رہے تھے مرغزارون مین درختون کے جھنڈ ساون مین
پہاڑون سے بہتے ہوئے پانی کی ندیون کا بہنا اور کہین نشیب مین جھیلون کا لہرانا اور اون کے گرد حیوانات
کا آزادانہ پھرنا یا کھڑے رہنا یا بیٹھنا کہین جانورون کی مختلف بولیون کا سنائی دینا اور آپس مین
کلول کرنا کہین سنسان ہو کا عالم ہونا کہین جھیل یا ندیون کے کنارون پر درختون کی شاخون کا پانی
تک جھکنا اور طرح طرح کی روئیدگی کا بستا اور بکھرنا کہین پرندون کی نغمہ سرائی کہین مہیب جانورون کا مہیب
ناک آواز سے چنگھاڑنا اور ڈکارنا اور حشرات الارض کیڑے مکوڑون کا پھرنا - دریائی اور آبی جانورون
کا سطح آب پر تیرنا اجسام نامیہ کا غایت درجہ سرسبزی اور آزادی سے ستانا معلوم ہوتا ظہور قدرت کا
دلچسپ تماشا تھا - ایسے وقت مین سطح زمین پر جو خوشنما ہو رہی تھی آدمی کا ظہور ہوا جس طرح نباتات کی
آمیزش سے نئی نئی نباتات ہوئی [illegible] آخر مین حیوانات کا وجود ہوا اسی طرح حیوانات کی آمیزش سے
نئے نئے حیوانات پیدا ہوتے گئے - یہی نوبت [illegible] اس وجود کا ظہور ہوا - بندرون کی قسمون
مین سے ایک قسم وہ ہے جس کی دم نہین اکثر کھڑا ہو کر چلتا ہے اور انسان کے مشابہ ہے جس طرح یہ پیدا
ہوا اسی طرح اس سے انسان کی نسبت خیال ہے - انسانون کی معمولی پیدائش ایک ایسے چھوٹے چھوٹے
کیڑے سے ہے جیسے موری کی کیچڑ مین پیدا ہو جاتے ہین - ایسے کیڑے منی مین کثرت سے ہین مجامعت
کے بعد جب منی اندر داخل ہوتی ہے اوس کے کیسون کے کیڑون کو اون اندرونی کیسون کی تلاش
ہوتی ہے جسکے اندر بکثرت چھوٹی چھوٹی دانے لیسدار اور لیسدار زرد رطوبت ہوتی ہے - ان منی کے کیڑون
[illegible] مین جو [illegible] بہت کوشش کرتے رہتے ہین - کوئی کیڑا اپنا سر اوسکے اندر داخل کرتا ہے -
اور رطوبت [illegible] اپنے [illegible] منی کے کیڑے کی صورت تبدیل کر کے جنین
کی حالت کو نشوونما مین [illegible] آتا ہے پہلے سر بنتا ہے پھر دوسرے اعضا [illegible] اور گوشت اور ہڈیان
اور اندام [illegible] وغیرہ تیار ہوتے ہین - یہ تبدیلی ویسی ہی ہے جیسے کیڑے مکوڑون کی صورتون کی دوسری
نئی صورتون [illegible] بدل جانے سے ہوتی ہے [illegible] بالکل ایسی جو پہلی صورت سے کچھ بھی کسی طرح کی
مناسبت نہین رکھتی - کیڑے مکوڑون کی تبدیلی نہایت درجہ حیرت ناک ہے - انسان کی ہستی تمام
حیوانات مین غایت درجہ عجیب تھی - یہ اپنی عجیب شکل کے ساتھ برہنہ اور کمزور نہ بدن پر پوست جانورون
کی طرح نہ اون [illegible] کہ جو لباس سمجھا جاوے نہ اعضا مین [illegible] قوی ہیکل جانورون کے توانائی
اور [illegible] کے سے تیز ناخن نہ اون کی مانند رفتار [illegible] دانتون مین [illegible]
نہ ایسے بازو جس سے ہوا مین اڑ سکے نہ دریا مین تیر سکے [illegible]

مگر وہ مثل حیوانی عقل کے ہے۔ نباتات مین حیوانات کے شامل یہ بھی صدہا قسم کے جانورون مین سے
ایک جانور ہے۔ مگر صرف یہ ہے کہ جانور تو پھر بھی اپنی جبلّی فطرت پر اپنی معاش اور گذر اوقات مین خورش اور بقا
مین اسکو جو عقل دی گئی ہے اوسکے وسیلہ سے ہمیشہ سوچ بچار مین فکرمند رہتا ہے اوسکو بھی غذا کی
فکر ہوئی کچھ پتے پھل پھول کھالیتا جب درندون کو جانور مار کر کھاتے دیکھا تو اونکی دیکھا دیکھی اس نے
بھی ایسا ہی کرنا چاہا۔ اب جو جانور اس سے بےخوف تھے جب اونکو کھانے کے لئے مارنا چاہا وہ متنفر ہوگئے
اور جو جانور نہایت طاقتور اور تھے انسان نے اون سے خود کنارہ کیا۔ جو کمزور تھے وہ پتھر اور لکڑیون
کے مارنے سے بھاگنے لگے پھر عقل کی رہبری سے یہ صنعت نکالی کہ کوئی پتھر چھوٹا سا ایسا ملے جس مین
چھید ہو یا لکڑی ہو سوراخدار کہ ان دونون کو ایک دوسرے مین داخل کرکے بطور کلہاڑی یا لٹھ کے بناوے
اور اس ذریعہ سے جانورون کو مار کر اون کا گوشت حاصل کرے۔ اس تجویز سے اوسنے جانورونکو مار کر اُن
کا گوشت کھالیا اوسکے چمڑے کو بدن سے بغیر دُم کاٹے اور گرمی دور کرنے کے لپیٹ لیا۔ یہ ابتدائی
صنعت اور خوراک اور لباس تھا یا اس معیشت سے بلاخوف پہاڑون اور جنگلون مین دریاؤن کے
کنارے جہان بہت سے اقسام کے جانور ریچھ ہاتھی گینڈے شیر بارہ سنگے وغیرہ سے مشابہ تھے
پہاڑون کے غارون ہی مین زندگی بسر کرنے لگا ایسی حالت سے یکے بعد دیگرے زمانہ گذرتا گیا اُن
کی تعداد بہت ہی کم پھیلی۔ کیونکہ عقل نے تجربون سے ترقی نہین پائی تھی۔ وہی پوشاک اور خوراک
وہی غار کی سکونت جیسی تھی اوس مین کچھ تبدیلی نہوئی۔ دھوپ کی شدت کو کسی درخت کے سایہ سے
دور کیا۔ اور بارش ہونے سے کسی کھوہ مین گھس جانے پر امن پائی۔ اگر کسی درندہ نے سایہ یا کھوہ
مین پھاڑ ڈالا خود اوس کی خوراک بن گیا۔ جب سے جانورون کو یہ مارنے لگا وہ وحشت پکڑنے لگے
اور درندہ جانورون نے اپنی خوراک کے لئے اسکو باسانی کمزوری کے سبب اپنا شکار ٹھیرایا بچاؤ کے
لئے نہ ہتھیار تھے نہ جائے محفوظ یہ وجہ اس کی کمی کی ہوئی۔ مگر آفرین ہے اس کی ہمت پر کہ ہزارون مہیب
درندون اور خونخوار جانورون مین سینکڑون کوس کے جنگلون اور پہاڑون مین جہان آبادی کا نام
ونشان نہ تھا۔ وہان خود اکا دُکا بدن سے چمڑا لپیٹے کلہاڑا ہاتھ مین لئے پھر رہا ہے۔ انسان مین
دو جوہر بے بہا ہین اول عقل دوسرے ہمّت۔ ان کے ذریعہ سے وہ سب چیزون پر قادر ہوا اور سب
کچھ کرسکتا ہے۔ جانورون کو ابتدا مین انسان سے وحشت کے دو سبب تھے۔ ایک بھوک دفع کرنے
کے لئے کسی جانور کا شکار کرنا دوسرے اوس کی ہلاکت سے بچنے کے لئے اوسکو مارنا اور انسان کی ہلاکت
کے لئے بھی جانورون سے بھی دو سبب تھے پھر انسان نے جانورون کی بنا ہے۔ بسبب رفتہ رفتہ دو سبب اور انکا لے ایک تو

یہ کہ جانورون کو اون کی آزادی سے محروم رکھ کے اپنی قید مین لاکر اون سے اپنی مرضی کے مطابق کام
لینے لگا اس مین اون کی تکلیف کی کچھ خبر نہ رکھتا۔ اور دوسرے باوجود خوراک موجود ہونے کے
اپنی تفریح طبع کے لئے اون کو صدمہ پہونچاتا یا ہلاک کرتا بغیر خیال اس بات کے کہ اس سے ہمکو کچھ
فایدہ ہے یا نہین۔ یہی چار دن سبب جانورون کو انسان سے وحشت دلانے کے ہوئے کہ جہان
انسان کی شکل دیکھی اور بھاگ نکلے۔ اگر ان باتون کا خوف نہو تو جانورون کو وحشت مطلق نہ ہے
اور ظاہر ہے کہ جو شخص جانورون سے بحسن سلوک پیش آتا ہے۔ اون کی وحشت انسیت سے بدل جاتی
ہے۔ شیر اور سانپ اسی سبب سے مانوس ہو جاتے ہین کہ انسان کی سختی کو محبت سے برداشت کرتے
ہین۔ چنانچہ انسان ہی شیر کو کھولنا مار کر اوس کا منھہ کھلواتا ہے
اور جب وہ منھہ کھولتا ہے تو اپنا سر اوسکے منھہ مین لوگون کو تماشا دکھانیکے لئے دبا دیتا ہے۔ اور دودھ
پلاتے وقت سانپ کی عدم توجہی سے اوسکے سر پر لکڑی مارتا ہے تاہم سانپ لکڑی کھا کر اپنے سر کو
غربت سے ایسا جھکا لیتا ہے جیسا کوئی پیار اور محبت کرتا ہو۔ ایک محافظ شیر کی کوٹھری صاف
کرنے گیا۔ شیر کھڑا تھا اوسکے جاتے ہی شیر زمین پر لوٹ گیا اور دم ہلا کر اوسے چاٹنے لگا اور کمال طور
سے محبت اور پیار کی نشانیاں ظاہر کین۔ محافظ نے ٹھوکر مار کر اوس کو ہٹانا چاہا مگر شیر اوس کے
پیرون پر لوٹتا رہا۔ تب اوس نے دو دفعہ لکڑی ماری۔ شیر وہان سے اوٹھکر دوسری جگہ لیٹ کر دم
ہلانے لگا۔ ابتک بعض جزیرے ایسے ہین جہان انسان اوّل پہونچے ہین۔ وہان کے جانور اوس کی
صورت اور شکل کو دیکھتے تھے۔ اور بالکل وحشت نہ کرتے تھے جب انسان سے اون کو صدمہ پہونچا
وہ بھی بھاگنے لگے۔ اور اپنی جانین اون کے شر سے بچایا۔ نباتات بھی اون کی صنعت قطع و برید اور تراش
و خراش کے تصرفات سے نہ بچے۔ جمادات کی یہ حالت ہوئی کہ پہاڑون کے اندر اور زمین اور دریاؤن
کے نیچے سڑکین جاری کر دین۔ سمندر کا یہ حال ہوا کہ کسی جگہ اوسے ہٹا کر اوسکے قبضہ کی اندرونی
سطح پر خود قابض ہوئے۔ پانی کے دھوئین اوڑا دئے۔ ہوا کو تابع کیا بجلی کو چاکر بنایا۔ غرض
کرۂ اعظم کی صورت بدل ڈالی۔ پھر حیوانات کی کیا بساط ہے۔ اونکو انسانون کا جتنا ڈر ہو اوتنا ہی مناسب
ہے مگر جانورون نے بھی جیسا موقع پایا بدلا لینے مین دریغ نہ کیا اور ابتدا مین عدم مواقع حفاظت
سے انسان کی نسل درندون کی ہلاکت سے کم پھیلی۔ جب آدمی جانورون کی طرح برہنہ غارون مین
رہتے تھے۔ درندے اونکو وہان بھی جاکر مار ڈالتے اور کھا لیتے تھے۔ تب اونہون نے اوّل غار دار لکڑیون
سے اور بعد آگ پر قادر ہونے سے آگ جلا کر غارون کا مونہہ اونکے اندر جانے سے بند کیا لیکن درندے

باہر گھات مین بیٹھے رہتے جب یہ پاس آنکلتے مار کھاتے۔ ان آفتون سے انسان کم رہتے۔ مدتون کے
بعد پھر ایک زمانہ آیا جسکی بہار نے بنگال کی حالت کمال پرپہنچی سطح زمین کے جابجا مقامات نہایت پرفضا
تھے جن مقامون مین ایک جگہ ایسی تھی جہان مختلف اقسام کے چھوٹے بڑے درخت کثرت سے تھے
اور انھین درختون مین پانی کی جھیل مین ہرطرح کے آبی جانور رہتے تھے اسکے کنارون پر اور درختون
مین بہت سے جانور تھے جواب بھی پائے جاتے ہین مثلاً بھیڑ۔ بکری۔ گائے۔ بھینس۔ ہرن۔
بارہ سینگا۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ گدھا۔ خر وغیرہ اور طرح طرح کے موجود تھے۔ یہان حضرت آدم اور حوا
علیہما السلام بھی موجود تھے۔ اگرچہ انسان کی پیدائش کسے بارہ مین کئی زمانے قرار دئے جاتے ہین
اور اوس کی اصل کے کئی مرکز ٹھہراتے ہین۔ مگر اہل کتاب آدم علیہ السلام سے ہی اس کی نسل قرار
دیتے ہین کس لئے تمیز کی حالت مین آدمیون نے اپنے ابتدا اسی زمانہ سے سمجھی جاتی ہے اس زمانہ
سے آدمیون کی قوت ممیزہ مین کچھ ترقی شروع ہوئی اور عرصہ مین اون کے کتنے ہی گروہ کئی جنگلون
مین آباد ہوئے۔ یہان تک کہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام کا آیا طوفان نوح سے یہ مراد ہے کہ سمندر کی
اندرونی تنور یا آتشین کی موجون سے فرار ہوئی اور خشکی کا قرار سطح نشیب مین آیا۔ اسلئے سمندر
اکثر بر اعظم یوروپ اور ایشیا کے خشک حصون پر پھیل گیا اور پہاڑ تک غرق ہو گئے سمندر خشکی پر
کوسون گہرا اس تیزی سے پھیلنے لگا کہ ہرطرف سے پانی کے بڑے بڑے سیلابون نے مثل سلسلہ
پہاڑون کے آنا فانا تمام جنگلون اور پہاڑون کو ڈبو دیا۔ اور بخطہ طوفان کا زور گھٹتا گیا۔
حیوانات مین جن کو موقع پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جانے کا ملا وہ بچ گئے اور پہاڑ کے غرق ہونے
کے ساتھ وہ بھی سب غرق ہو گئے آبی جانور اور پرندون کے ساتھ آدمی بھی جسقدر کہ آخر
سے ہلاک ہوئے قبل پیدا ہوئے حیوانات کی نسبت کہتی طوفان سے ہوا ہے۔ ایک بہت زمانہ
آخری طوفان کو ہوا ہے۔ آبی جانور رات کی پیدائش مگر ان تذکرون سے یہ معلوم ہوا کہ بلند
پہاڑون کے نشیبون مین رہ گئین۔ تحقیق مشاہدہ طوفان کی تاریخی خبر دیتی ہین جسکو غرق کیا پانچ ہزار
برس کا گذرنا ہے۔ اس طوفان سے پہلی حالت کا صحیح پتہ نہین ملتا یہ امر دوسرا ہے جو کچھ اہل کتاب
بیان کرین ہنود نمائین یا ہنود جو کچھ بیان کرین اور سے آتش پرست صحیح نہ جانین۔ اور جس بات کو آتش
پرست باور کرین اوسے چین والے تسلیم نہ کرین اور جسے چین والے بیان کرین وہ بودھ والون کے نزدیک
مسلم ہو۔ اسیطرح الغرض کی اقوال کی اہل کتاب تردید کرین۔ پرانی کہاوتین اقوال منقولی مین مدلل
مستقل نہین کہ قبولیت کے سوا تردید بھی نا ممکن ہو۔ اس طوفان سے آدمیون کی آبادی اور آدمی سب ڈوب گئے

تھے۔ ایک عالی خاندان کسی نہ کسی طرح بچ جانے پر اون سے پھر آبادی البتہ کے زرخیز مرغزارون مین دریاے جیحون کے
سبزہ زار کنارون پر پھیلی۔ جہان کا پانی صاف شفاف اور ہوا معطر و خوشگوار معتدل اور قدرتی زرخیزی
غایت درجہ جوش پر تھی اور ایک عرصہ مین کثرت سے آبادی ہوگئی۔ اوس زمانہ مین آدمی گھوڑا وغیرہ سب جانور
کھاتے تھے اونکو پالتے نہ تھے اور نہ گدھا۔ ہنس۔ بط پالتے تھے۔ کاشتکاری کرتے تھے۔ شروع مین بھیڑ بکریون
کو پال کر کتون سے اون کی نگہبانی کراتے تھے۔ مکانات اور شہر پناہ بالکل نہ تھے موسم سرما مین زمین کے اندر
سوراخ کر لیتے اور لکڑی اور گارے کی [illegible] چھت کو پاٹ لیتے۔ اور گرمیون مین لکڑیان کھڑی کر کے پتون سے
چھا کر اوس مین رہتے سے شاذ و نادر [illegible] آفتاب کو دفع کرتے۔ پوشاک چمڑے کی تھی۔ دھات کی استعمال سے
ناواقف تھے۔ مہینون کے نام تھے۔ [illegible] گاے وغیرہ جانور پالنے لگے۔ اور نوکدار لکڑی سے زمین مین
چھید کر کے گیہون یا جو بوتے تھے۔ اور [illegible] بنا کر آبادی کے گرد باڑھ کرنے لگے۔ مٹی اور پتھر کے برتن بنانے
اور اونی کپڑا پہننا شروع کیا۔ تمدنی اور [illegible] اور مذہبی خیالات انہین کچھ کچھ پیدا ہونے لگے پھر آپس کی لڑائیون
کے سبب دور دراز ملکون مین جا کر آباد ہوے۔ اور [illegible] انھین لڑائیون کے سبب جزیرون مین اور امریکا مین
بذریعہ کشتیون اور بیڑون کے کھاڑیون کو عبور کر [illegible] رفتہ رفتہ اون مین تمدنی اور اخلاقی اور مذہبی
خیالات نے ترقی پکڑی۔ اب بھی بعض جزیرون کے آدمی اگر بالکل اسی طرح کے نہین تو بھی کچھ کچھ اوسی وحشیانہ حالت
پر ہین جو قبل متفرق ہونے کے دریاے جیحون [illegible] اطراف مین آباد تھے۔ انسان علاوہ سفید رنگ کے کالے پیلے
کچھ مختلف وضع کے ہین جیسے حبشی یا پیلے رنگ کے آدمی یہ صرف آب و ہوا کے اثر کا نتیجہ ہے جو انسانی بناوٹ پر
پڑا ہے پھر اون کے امتزاج سے کئی قسم کی نسلین سمجھی جاتی ہین دراصل انسان سب کی نسل ایک ہے
آدمیون کی تمام حیوانات سے ممتاز حالتین ان سب باتون سے سمجھی جاتی ہین کہ صانع مطلق کی صنعت سے آدمی
ایک ہوشیار اور اخلاقی حالت مین پیدا ہوا یا یون کہنا چاہیے کہ [illegible] وہ اشرف مادہ دیا گیا جو کسی
حیوان کو حاصل نہوا یا اوس کو عقل دی گئی۔ اگرچہ اور جانورون کو بھی عقل دی گئی جسکو عقل حیوانی کہتے ہین
اور کئی باتون مین اونکو خیال ہوتا ہے۔ اور بہت سی باتین اونکی سمجھ اور تمیز کی ہوتی ہین اور چند باتون مین
جانورون کی عقل آدمیون کی عقل سے مل بھی جاتی ہے۔ بلکہ بعض جانور ایسی حیرت انگیز کارروائی اپنی جبلی صنعت سے
کرتے ہین کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے تاہم وہ جانور ہین اور آدمی آدمی ہے اسکو ایسی عقل عطا ہوئی ہے جو خاص اسی کا حق ہے
دوسرے حیوان اوس سے محروم ہین۔ انسان کی پیدائش [illegible] درجہ خوبی سے ایسے طریقہ پر ہوئی ہے کہ کسی دوسرے کی
نہین ہے کیسے کیسے تصورات کر سکتا ہے اور کیا کیا منصوبے باندھتا ہے [illegible] سے ممتاز درجون پر اوس نے ترقی پائی
دنیا کو تابع کیا اپنی سلطنت قایم کی اور کیسے اعلیٰ خیالات [illegible]

کے کیسے عمدہ قواعد ایجاد کیے جن سے نامعلوم اور مجہول حیرت انگیز باتین معلوم ہوجاتی ہین یا اسنے اپنی ہستی کی انھین
باتون سے اپنے تئین نئی قسم کی کائنات مین ظاہر کر دیا۔ کیسلئے کہ جو کچھ اسنے سمجھا اور کیا دوسرے کسی حیوان سے
نہین ہوسکتا اسی سبب سے اہل کتاب کا مقولہ ہے کہ انسان کو خدا نے اپنی صورت پر بنایا اور بعض محققون کا انسانی
نسل کی نسبت ایسا خیال ہے کہ ابتدا مین بندرون کی قسمون مین سے کسی ایک قسم سے انسان پیدا ہوئے۔ ان کا چہرہ نوع اولی
مین خوفناک اور بدوضع اور بیمر بادی البشرہ تہا۔ وہ غارون مین ریچھون اور شیرون کی طرح رہتے اور جنگلی جانورون
کی طرح عقل حیوانی رکھتے تھے اور ایسی حالت مین کہ اونکو جنگلی جانورون سے اپنی ہستی کے لئے لڑنا پڑتا تھا۔ پھر
یہ زمانہ گذر گیا اور ایسی حالت کا زمانہ آیا کہ اوسکا چہرہ کھلا ہوا و صندار معلوم ہونیلگا۔ بدن کی پوست کی اون کم ہوئی
اور روان رہگیا۔ پھر ملنساری کی حالت سے گروہ گروہ ہوکر رہنے لگے۔ اس حالت سے اونکو یہانتک تقویت ہوئی کہ
جانورون کو دھمکانے اور عنصرون سے فائدہ لینے اور بہت سے خوف و خطرون سے بچنے اور جو مصیبت کسی طرف سے آتی اوس
سے محفوظ رہتے اور جانورون پر حکومت کرنے لگے یہ مدت تک بلا نوشت جانورون کے شکار ہوتے رہے اور اون کے ڈرسے اپنے
تئین جہان کہین پناہ مین لیگئے وہان بھی بیشمار خطرون سے محفوظ رہے۔ آخر اتفاق جو ایک بڑی قوت اور دراصل
بھاری نعمت الہی ہے اوسکی مدد سے مکان بنائے اور ہتھیارون کا استعمال شروع کیا۔ اول پتھرون کے ٹکڑون سے
کلھاڑی کی مانند آلہ بنایا جو آدمی کی سادی طرز مین سب سے اول ہتھیار کا نمونہ تھا اور آتش فشان پہاڑون سے
یا پتھر کو پتھر سے ٹکرانے سے آگ حاصل کر کے اپنے مسکن مین رکھی۔ اور مکان کی صفائی کی۔ اور پتھر کی کلھاڑی
سے لکڑیان کاٹ کر لڑائی کے ہتھیارون کو اون سے درست کیا۔ پھر اپنی ضرورت کے لائق اوزار بنانے
لگے اور سونٹے اور نوکدار لکڑیان یہی جو گرز اور برچھے کا کام دینے کے قابل تھین بنائین اور جانورون کے پٹھے
اور درختون کے ریشے سے کسی نرم چھال اور لچکدار شاخ کے سرون سے باندھنے سے تسمہ رسی کا کام دیا کمان
تیار کی جسمین نوکدار لکڑی نے تیر کا اور گولی نما پتھرون نے بندوق کا کام دیا اور پھر پھندے اور جال جانورون کے
پکڑنے کے لئے اور ڈونگے پانی مین جانے کے لئے تیار کئے اور اپنے اپنے جدا گانہ فریق اور خاندان مقرر کئے
پھر ایسے فریق بہت سے ہوجانے کے سبب زمین کو جہان تک مناسب جانا آپس مین تقسیم کرنے لگے اور محنت سے زمین
پر قابض ہوئے یہی زمین کی حکومت کا آغاز ہے۔ انہون نے زمین مین کشتکاری کی اور قوم کے فائدون کے
لئے ایسی باتین جاری کین جن سے قوم کو تقویت حاصل ہوئی۔ فی الحقیقت جبکہ انسان اول ہی اول پیدا ہوا تو وہ
بیشمار خلقت کی موجودگی مین بہ نسبت دوسرے جانورونکی بناوٹ اور تربیت کے بے ہدایت تھی کیونکہ نہ اسکے پاس ہتھیار تھے
اور نہ قدرتی اوزارون سے دوسرے جانورونکی طرح مسلح تھا یہ مطلق بے آسرا تھا مینہ اور برسات سے بچ نہ سکتا تھا نہ پانی مین تیر
سکتا تھا نہ حشرات الارض سے اپنے تئین بچا سکتا تھا لیکن خدا کا شکر کب ادا ہوسکتا ہے جسنے ایک ملکہ

اوسکو دیا جو عقل ہے جبس سے سب کا ذی رتبہ حاکم ہوکر سب سے کمزور ہونے پر سب خلقت پر زور آور ہوگیا اور سب اُس سے ڈرنے لگے اور سب نے اِس کی حکومت تسلیم کی۔ جیسے آب و ہوا کے اثر سے اِس کی صورتون مین اختلاف ہے ایسی ہی سیر تون مین حال باعتبار تمدّن اور اخلاق اور مذہب کے ہے۔ جتنا محدود وعرصہ اِس کی زندگانی کا ہے اوس سے زیادہ اوسکے لامحدود خیالات اور خواہشین ہین۔ جتنی خود غرضیان اور شرارتین اِس مین بھری ہوئی ہین اوتنی ہی فوائد اور نیکیون کا منبع ہے۔ کہین اِس درجہ کی عقلمندی کہ آسمان مین تھگلی جا لگائی۔ کہین اِس درجہ کی حماقت کہ جانورون سے بدترین ہوگیا۔ کہین عابد بنکر فرشتون پر شرف لیگیا۔ کہین شیطان کے کان کاٹے۔ کہین دولت اور ثروت سے خود فیضیاب ہوکر بہتون کا فیاض بنا۔ کہین سوکھے ٹکڑون سے اپنا ہی پیٹ نہ بھر سکا۔ کہین عزت کا تاج سر پر رکھا۔ کہین ذلّت کے کنوین مین گرا۔ کہین تندرستی سے مرگ گشت کی سوجھی کہین مرض سے ہاتھ پاؤن ہلانا دشوار ہوا۔ کہین خوشی مین راگ گایا۔ کہین غم و اندوہ سے رونا رہا کہین مقبول ہوا کہین مردود ہوا۔ غرض یہ خاکی پتلا عجیب معجون مرکّب ہے۔

تمت

خاتمہ از مصنف

جسنے اپنے تئین پہچانا اوسنے خدا تعالی کی معرفت حاصل کی۔ یہ رسالہ جسکے **رموز ہستی** معرفت لازمی کے علاوہ عرفان متعدی کا سبق دیتا ہے۔ انسان کی قدامت اور اوسکے مرکز کی معرفت کے بارہ مین ہزارون بلکہ لاکھون جلدین لکھی گئین۔ اِن کے سوا عالم حیوانات اور نباتات اور جمیع مخلوقات و موجودات کی ماہیت کا نہایت درجہ مختصر حال اسمین بیان ہوا ہے۔ ناظرین معلوم کر سکتے ہین کہ کرۂ زمین کے بنانے مین قدرت کاملہ کیسے ظاہر کی گئی ہے۔ اور قدرتی تدبیرون سے کیسے کیسے طلسمات زمین پر پیدا ہوئے اور اُس کی پایندہ اور کیسے کیسے نظم و انتظام ہین اور کیسی اعلی قوتین شکلون اور زندگی کو قایم رکھتی ہین جنسے اجسام متاثر ہوکر انتظام عالم کا سلسلہ استواری سے برقرار ہے اور کیسی عجیب تاثیرین اور کرشمے اور کیسی حیرت انگیزیان اجسام مین پائی جاتی ہین اور یہ بھی ظاہر ہوگا کہ انسانون کی پیدایش سے پہلے زمین کیسے کروڑون نباتات اور حیوانات سے معمور تھی۔ اور وہ بہت آثار سے اب اونکی جگہہ دوسرے بیشمار ذوی الحیات اور نباتات ہین۔ کیا شان الہی ہے کہ جو اجسام نامی پہلے تھے وہ اب نہین اور جو اب ہین وہ آئندہ نہون گے زمانہ استقبال غیر معلوم مین کیا کیا حادثات حادث ہونگے اسی طرح یہ بھی واضح ہوجائیگا کہ اجرام فلکیہ کیسے عجیب عجائبات اور غرائبات سے بھرے ہوئے ہین۔ جیسے سورج جسکا زمین کے ۱۴ لاکھ حصہ بڑا ہے وہ کیسے قدرت الہی کے طلسمات کا ڈھیر ہے ویسی ہی

کی حالت ہی اور زمین جو پونے تین کھرب میل کا عبور پر مشتمل ہے اوسکے مقابلہ مین ایک ذرہ کی کیا اصل لیکن تعجب اوسکی
ع دل ہر ذرہ جوش انا الشرق ہے کہ اسرار قدرت کا نمونہ ہے حاصل یہ کہ قوائے نظم شمسی کے عجائبات سے مضمون
معمور ہین اسی طرح جیسے بڑے جانورون کے بنانے مین اوس کی بیحد حکمتین ظاہر ہوتی ہین ویسے ہی
ایک مکھی یا چیونٹی کے خلق کرنے مین بلکہ اون چھوٹے جانورون کے خلقت مین جو کلان مین ہی نظر آتے
ہین کیسے کیسے حیرت انگیز رموز جلوہ دکھا رہے ہین۔ اس رسالہ کے پڑھنے والون کو عموماً اور برخوردار ارجمند
خان طال عمرہ کو خصوصاً ایسی دقیق باتون مین فکر کرنا لازم ہے اور اول ہی سے معرفت کا درس حاصل کرنا لازم ہے
کسلیے کہ خدا کی خلقت مین فکر کرنا بہت سی عبادت کرنے سے افضل ہے۔ اس خاتمہ کے اخیر مین یہ بات ظاہر کرتا
ہون کہ علم ہی قوت ہے جسکا دل علمی باتون مین لگا رہتا ہے وہ دنیوی تشویشون اور فکرون اور آلام سے بآسانی آزاد رہتا
اور اوسکے مسائل مونس ہوکر رفاقت سے اوسکے ذہن مین سما جاتے ہین جنکی بدولت وہ زندگی بھر دنیا مین ہمیشہ
دلشاد رہتا ہے اور بہت سے توہمات اور مغالطات سے خود بھی بچتا ہے اور دوسرون کو بھی بچاتا ہے اور یہ بات
اوس حالت مین حاصل ہوسکتی ہے کہ ان کلامون کو ذہن نشین کر کے سب امور کو جو اوس سے علاقہ رکھتے ہین خوب سمجھے
ورنہ ان درسون کے سننے سے بہت تھوڑا فائدہ حاصل ہوگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔ عبد الجانی عبد الرحمن کلیانی

لٹ رہا ہے جواہرات کا ڈھیر

اِس وقت تک جناب فیضمآب مولینا محمد عبد الرحمن خان صاحب کلیانی نے مندرجہ ذیل تالیف کتابین طبع کرکے مفت تقسیم فرمائی ہین۔

قدرت الٰہی طبیعیات اور دقیق مسائل مین۔ اسرار قدرت علم فلسفہ مین۔ جلوہ کائنات الٰہیات مین۔ شگوفہ گلستان نہ اسپید علم کلام مین۔ سوانح عمری مؤلف کے حالات مین۔ ظہور ہستی ماہیت تکوین موجودات مین۔ اکسیر الاخلاق لاہل الآفاق۔ علم اخلاق مین۔ نظارہ عالم ہیئت مین۔ تحفہ اسپانیہ مین۔ تاریخ کلیانی ہند کی تاریخ مین۔ مختصر تاریخ راجپوتانہ راجستان کی تاریخ مین۔ یادگار شب برات شب برات کے بیان مین۔ مسلمانون کی چالیس باتین۔ عقائد و عمل اہل اسلام مین۔ آیات مجمل تفصیل احکام الٰہی مین۔ تحفۂ نور۔ توضیح عمل نیک و بد مین۔ سرکوب بدعت۔ نصائح مین۔ شافی۔ شراب خانہ خراب
عصائے قاضی۔ مسائل عقائد رحمانی۔ جامع فرائض رحمانی۔ فقط

تقریظ از خاکسار ابو ادریس احمد حسن شوکت مدیر و مہتمم شوکت المطابع شحنۂ ہند میرٹھ

زتربیت نظام آفرینش چون شد آگہ	حوادث راز تاثیر نجوم آسمان بینی

کتاب رموز ہستی جو اپنے اسم سے مسمیٰ کی خبر دیتی ہے اون لوگون کے لئے رہنما ہی جنکو قادر مطلق نے یہ دعا مانگنے کی ہدایت کی ہی کہ ربنا ما خلقت ہذا باطلا یعنی اے خداوند تو نے ممکنات و مکونات عنصریات و فلکیات کو یون ہی عبث پیدا نہیں کیا یعنی اون سے تیری شان تخلیق ظاہر ہوتی ہی اور ثابت ہوتا ہی کہ تیری قدرت کسقدر محیط ہی اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات و مخلوقات اور انکے حقایق کا جسقدر علم بڑھتا جائیگا اوسی قدر صانع اور خالق کی قدرت ان چیزوں سے جاننے والوں اور پہچاننے والونکے قلب پر آشکارا ہوتی جائیگی یہ عام مقولہ کہ جاہل خدا کو نہیں پہچان سکتا اسلئے تسلیم کیا جاتا ہی کہ وہ مصنوعات سے واقف نہیں صانع کو کیونکر پہچانیگا۔ زمانہ جاہلیت سے مراد زمانہ کفر ہے۔

اس زمانہ کے لوگ اسلئے کافر تھے کہ وجود خداوندی اور اوسکی قدرت و صنعت کو بہولے ہوئے تھے وہ اپنے گھڑے ہوئے یا پھیرے ہوئے بتوں کے سوا دوسرا علم نرکہتے تھے صم بکم عمی فہم لا یرجعون ان کی شان تھی بیشک جناب باری کے اس فرمان واجب الاذعان پر ہمارا ایمان ہی کہ ما یعلم جنود ربک الا ہو یعنی خدا کے لشکروں کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وجہ یہ ہی کہ ممکنات و مکونات غیر متناہی ہیں پس انکے حقایق و ماہیات بھی غیر متناہی ہیں اور یہ ثابت ہی کہ متناہی اور محدود غیر محدود اور غیر متناہی کا احاطہ نہیں کر سکتا تاہم قدر وسع اور حد امکان کے موافق ہمکو حقایق اشیاء کے جاننے کا حکم دیا گیا ہی کیونکہ خدا تعالی نے انسان کو اپنا اور اپنی قوتوں سمع اور بصر وغیرہ کا نمونہ عطا فرماکر بلکہ اپنا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا ہی پس خدا کے خلیفہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کچھ نجانے اسیلئے فرمایا ہی کہ افلا یتفکرون اور افلا یتدبرون اور ارشاد ہوا ہی وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی خدا تمہاری ذات میں موجود ہی تم کیوں نہیں دیکھتے یعنی علم اور نظر سے کیوں کام نہیں لیتے مطلب یہ ہی کہ اگر تم دیکھنے کا ارادہ کروگے تو وہ ضرور تمکو دکہائی دیگا پس تیرہوین صدی کے متکلم اور محقق حکیم اور مدقق عالیجناب فیض انتساب مولانا محمد عبد الرحمن صاحب کلیانی جج و سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست اودے پور نے جنکو مسلمانونکا مجدد کہنا بھی موزون ہی یہ کتاب اور ایسی ہی دوسری کتابیں تصنیف و تالیف فرماکر طبع کرائیں اور انیسویں صدی کے دور میں جو اپنے فلسفے اور سائنس سے دنیا پر محیط ہی ایک مشعل توفیق نہ صرف اہل اسلام بلکہ بنی نوع انسان کی راہ میں رکھی تاکہ وہ اس کی روشنی میں منزل مقصود پر پہنچیں اور جہل کی تاریکی سے نکلیں یا خدا تو مولف و مصنف کا وہ مدعا بر لا جو اس کا مرکوز خاطر ہے اور جس نیت سے دینی اپنی قوت دماغی و مالی صرف کی ہی اسکا ثمرہ دارین میں اسے عطا کر اور اسے زیادہ حسن عمل کی توفیق دے

آمین ثم آمین

اخبار شحنۂ ہند میرٹھ

اردو لٹریچر کا ناصر - عیسوی انشا پردازی اور نظم و نثر کا استاد - پولیٹیکل اور سوشل معاملات کا جنرل ہادی
پر شرک و بدعت کی برائیاں توحید و سنت کی خوبیاں ظاہر کرنے والا مغربی اور مشرقی روشنی کا مقابلہ کرکے
عمدہ مضامین دکھا کر عمل سکھانے والا کانٹے دور کرکے پھول چننے کی ہدایت کرنے والا ہر انگریزی مہینہ
کی پہلی - آٹھویں - سولھویں - چوبیسویں - کو شائع ہوتا ہے قیمت پیشگی سالانہ مع محصول ڈاک

حمایل کلام مجید مع حدیث شریف

بین السطور میں شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ اور حاشیہ پر وہ احادیث معہ ترجمہ اور فوائد کے لکھی گئی
جو آیات قرآنی سے متعلق ہیں طویل اور لمبی احادیث اور ان کے ترجمہ کے لئے اخیر میں صفحات کا نمبر دیکر
اجزو کے قریب اوراق لگائے گئے ہیں بیشک ایسی حمایل آج تک طبع نہیں ہوئی جس میں قرآن و حدیث دونوں موجود ہیں
یہ حمایل دو اشخاص کی تو درج ہے قیمت معہ محصول ڈاک سے عـہ

شمائل نبوی صلعم

آنحضرت صلعم کے عادات و خصائل و طرز معاشرت کا احادیث کی رو سے بیان ہے بین السطور میں اس کا تحت اللفظ ترجمہ
اخیر صفحہ میں فوائد یا حاشیہ پر لغوی مراد سنت اور بیان حضرت صلعم مرقوم در لغت ہے اسکے دیکھنے سے ایمان
تازہ ہوتا ہے حسن عمل کی توفیق ہوتی ہے - جلی قلم ہے دبیز کاغذ ہے قیمت مع محصول ڈاک عـہ

تقلید و عمل بالحدیث یہ عجیب و غریب کتاب نواب محسن الملک محسن الدولہ مولوی سید مہدی علی خان صاحب
بہادر فنانشل سکرٹری حیدرآباد دکن مصنف آیات بینات نے تصنیف فرمائی ہے اس میں تقلید کی بابت کہ کب سے
شروع ہوئی اور کیا ہوا اسکے وجوہ کیا ہوا اور اس سے پہلے صحابہ کا کیا حال تھا اور پھر آخر میں اسکا کہ ہر ایک دیکھنے کی
علاقہ رکھتی ہے قیمت معہ محصول ڈاک بصیغہ ویلیو پے ایبل ۶ر الـمشتهر ابو العزیز محمد حسن شوکت مہتمم شحنۂ ہند میرٹھ